ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
ملتان

جمادی الثانی ۱۴۱۷ھ
نومبر ۱۹۹۶ء
۱۱

بد دیانت حکومت کا خاتمہ
انتخاب نہیں، احتساب

پروفیسر رفیع اللہ شہاب کی بک بک اور جھک جھک

لاہور میں سیّد ابوذر بخاری رحمۃ اللہ کی یاد میں سیمینار

مولانا سعید الرحمٰن علوی رحمۃ اللہ
ایک دانشور اور عالمِ دین

تضاداتِ مرزا قادیان

عظمتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا!

لوگو یاد رکھنا ابوبکر نے میرا اس وقت ساتھ دیا جب میرے خاندان والوں نے بھی مجھے جھٹلا دیا تھا۔ وہ اس وقت مجھ پر ایمان لایا جب لوگ مجھے شاعر و مجنون کہتے تھے۔ کائنات میں کوئی انسان ایسا نہیں جس کے سامنے میں نے اسلام پیش کیا ہو اور وہ تردّد میں نہ پڑا ہو۔ مگر ایک صدیق اکبر کے سوا۔ جس نے ایک لمحہ کی تاخیر کئے بنا میری نبوت کی گواہی دی اور مجھ پر ایمان لے آیا۔ یاد رکھو اس کے خلاف زبان درازمت کرنا، اس نے مجھ پر بہت احسان کئے ہیں۔ جب سب نے میری تکذیب کی اس نے مجھے سچا کہا۔ یہ وہ شخص ہے جو مجھے ہجرت کرا کے لایا، کبھی کندھوں پر اٹھاتا تھا اور کبھی سواری پر بٹھاتا تھا۔ میرے گھر میں بے آبادی تھی، میری خدیجہ فوت ہو گئی تو میں غمگین تھا، مجھے اداسی تھی، وطن سے بے وطن تھا، خاندان سے جدا تھا، ہر چیز چھن گئی۔ میں بالکل تنہا تھا اس نے اپنی چھوٹی بچی دے کر میرا گھر آباد کیا۔ میرے گھر میں فاقہ کشی کی نوبت تھی تو مجھے کھانے کے لئے پیسے بھیجنے والا ابوبکر تھا۔ خدا کی قسم دنیا میں کوئی انسان نہیں جس نے مجھ پر احسان کیا ہو اور میں نے اس کے احسان کا بدلہ نہ اتار دیا ہو۔ لیکن ایک ابوبکر ہے کہ میں قیامت تک اس کے احسانات کا بدلہ نہیں اتار سکتا۔ ابوبکر کو اس کے احسانوں کا اجر اللہ کی بارگاہ سے ملے گا۔

اقتباسِ خطاب

سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمتہ اللہ علیہ

یوم صدیق اکبر، احمد پور شرقیہ ۲۰ اپریل ۱۹۷۶ء

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۷۵۵

جمادی الاخریٰ : ۱۴۱۷ھ، نومبر: ۱۹۹۶ء جلد ۷، شمارہ ۱۱ قیمت /۱۲ روپے

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہٗ

مجلسِ ادارت

رئیس التحریر: سید عطاء المحسن بخاری

مدیر مسئول: سید محمد کفیل بخاری۔

رُفقاءِ فکر

مولانا محمد عبد الحق مدظلہٗ
حکیم محمود احمد ظفر مدظلہٗ
ذوالکفل بخاری ۰ قمر الحسنین
شمس الاسلام بھلی ۰ ابو سفیان تائب
محمد عمر فاروق ۰ عبد اللطیف خالد
خادم حسین سید خالد مسعود

زرتعاون سالانہ

اندرون ملک /۱۲۰ روپے
بیرون ملک /۱۰۰۰ روپے پاکستانی

رابطہ

دار بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان۔ فون: ۵۱۱۹۶۱

تحریک تحفظ ختمِ نبوّۃ (شعبہ تبلیغ) مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

ناشر: سید محمد کفیل بخاری، طابع: تشکیل احمد اختر، مطبع: تشکیل نو پرنٹرز، مقام اشاعت: دار بنی ہاشم ملتان

آئینہ

دل کی بات:	اداریہ	مدیر	۳
اعلان:	مجالسِ احرار اسلام متوجہ ہوں	دفتر مرکزیہ	۵
قلم براشتہ:	ان اللہ علیٰ کل شیٔ قدیر	سید عطاء المحسن بخاری	۶
ردِ عمل:	سیاسی نرخ پر اوراقِ مصحف بیچنے والو!	خادم حسین	۸
" " " ":	یہ کج روی ہے	سید محمد یونس بخاری	۱۱
یادِ رفتگان:	مولانا سعید الرحمٰن علوی رحمہ اللہ	اصغر عبداللہ	۱۵
ماضی کے جھروکے سے:	احرار اور تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء	محمد یعقوب اختر/شیخ عبد...	۱۹
یادِ ایام:	بہت دیر کی مہرباں آتے آتے	سید کاشف گیلانی	۲۶
طنز و مزاح:	زبان میری ہے بات انکی	ساغر اقبالی	۲۸
دین و دانش:	ماں کا رتبہ اسلام کی نظر میں	مولانا محمد صادق سیالکوٹی	۳۰
ناقابلِ تردید:	تضادات مرزا قادیانی	مولانا مشتاق احمد چنیوٹی	۳۲
تاریخ و تحقیق:	جشنِ آزادی سے گولڈن جوبلی تک	شہاب الدین چوہان	۴۱
اخبار الاحرار:	لاہور میں حضرت سید ابوذر بخاری کی یاد میں اجتماع، قائم پور میں احتجاجی جلسہ، اوکاڑہ میں احرار اجتماع اور مجلسِ عمل تحفظ ختم نبوت کے یومِ مطالبات کی روداد ————	(نمائندگان)	۴۲ تا ۵۱
ترحیم:	مسافرانِ عدم	ادارہ	۵۲
شاعری:	راج ہے بے نظیر	سید عطاء المحسن بخاری	۵۶
" " " ":	ملاقات	سید کاشف گیلانی	۵۷
" " " ":	بلاعنوان	سید کاشف گیلانی	۵۸
" " " ":	حلقۂ یاراں غریب ہے	سید محمد یونس بخاری	۵۹
" " " ":	یارب لوگ بہت دکھیارے	مولانا مجاہد الحسینی	۶۰
" " " ":	نذرانۂ ارادت	مولانا محمد سعید ضیاء	۶۱
" " " ":	بیادِ سید ابوذر بخاری	سید امین گیلانی سید سلمان گیلانی	۶۳

ظالم اور بددیانت حکومت کا خاتمہ
انتخاب نہیں احتساب

۴ اور ۵ نومبر کی درمیانی شب صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری نے پیپلز پارٹی کی ظالم حکومت کے سینہ میں آٹھویں ترمیم کا خنجر پیوست کر کے اس کا خاتمہ کر دیا اور بددیانت اسمبلی تحلیل کر دی۔
یوں سابق وزیرہ اعظمیٰ اور صدر مملکت کے درمیان گزشتہ چھ ماہ سے جاری سرد جنگ اپنے منطقی انجام کو پہنچی۔ بے نظیر اور اس کے حالی موالی اپنے دامن میں غریب عوام کی نفرتوں، کدورتوں اور بے شمار بددعاؤں کو سمیٹ کر رخصت ہو گئے۔

صدر کا یہ اقدام نہایت مستحسن اور تاریخ ساز ہے۔ انہوں نے ملکی تاریخ کے انتہائی نازک موقع پر بروقت اقدام کر کے اپنی آئینی ذمہ داریوں کو پورا کیا اور ملک کو خانہ جنگی، دہشت گردی اور معاشی بدحالی سے بچانے اور سلامتی کے تحفظ کی طرف پیش قدمی کی ہے۔ صدر کا یہ اقدام قوم کے ضمیر کی آواز ہے اگرچہ یہ بہت پہلے عمل میں آجانا چاہیے تھا لیکن "دیر آید درست آید"

یہ امر مسلمہ ہے کہ ملک و قوم کا اصل مسئلہ انتخابات نہیں بلکہ اقتصادی صورت حال پر کنٹرول اور معیشت کی اصلاح ہے۔

بے نظیر کا پورا دورِ حکومت سیاسی و انتظامی بدامنی، ممبران اسمبلی کی کرپشن، ہارس ٹریڈنگ، لوٹ مار، معاشی و اقتصادی بدحالی، پرامن شہریوں کے قتل عام، دہشت گردی، بدمعاشی، ظلم وجور، ناانصافی اور اخلاقی حدود کی پامالی کا بدترین نمونہ تھا۔ سابقہ دور حکومت میں حکمرانوں نے اسلامی شعائر کی توہین کی، مالاکنڈ میں نفاذ شریعت کا مطالبہ کرنے والے مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ توہین رسالت کے مجرموں کو عدالت سے زبردستی بری کرا کر سسرالی مہمان کی حیثیت دیکر باعزت طور پر بیرون ملک بھجوایا۔ قادیانیوں، عیسائیوں اور دیگر غیر مسلم اقلیتوں کو اسلام دشمن سرگرمیوں کے لئے کھلی چھٹی دی، ذرائع ابلاغ پر بھانڈوں، میراثیوں، کنجروں اور بدمعاشوں کو مسلط کر کے عریانی و فحاشی کو ثقافت کے نام پر فروغ دیا۔ چند مولویوں کو خرید کر دینی قوتوں اور دینی تحریکوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ اپنی کابینہ میں مسٹر بابر، مسٹر کھرل اور شیر افگن جیسے مقطوع النسب افراد کو وزیر بنایا، قومی خزانہ اپنے شوہر مسٹر زرداری کی عیاشیوں کے لئے وقف کر دیا۔

جرائم کی فہرست اتنی طویل ہے کہ شمار مشکل ہے۔ اللہ اللہ کر کے قوم کی دعائیں بر آئیں اور قوم نے سکھ کا سانس لیا۔ ہر شخص سکون کی ایک خاص کیفیت محسوس کر رہا ہے اور فضاء پرامن ہے۔ صدر فاروق احمد لغاری کے اس اقدام نے ہمارے اس مؤقف کو مزید تقویت دی ہے اور تصدیق کی ہے کہ جمہوریت ایک غیر فطری، مشرکانہ اور فرسودہ نظام ہے جو دنیا بھر میں ناکام ہو چکا ہے۔

ہم صدر مملکت سے حسن ظن رکھتے ہوئے مطالبہ کرتے ہیں کہ :

انہوں نے جس طرح ایک بددیانت حکومت کو ختم کیا ہے اسی طرح ایک طویل، بے مقصد اور ناکام تجربے کے بعد جمہوریت جیسے انسانیت دشمن نظام سے بھی پاکستان کو نجات دلائیں۔ تجربہ و مشاہدہ نے ثابت کر دیا ہے کہ اس نظام میں ایک سے بڑھ کر ایک بُرا تو آسکتا ہے مگر اس میں کسی دیانت دار اور شریف انسان کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ پاکستان میں جمہوریت کے ذریعے بہتری اور تبدیلی کا ایک فیصد امکان بھی نہیں۔ اگر موجودہ اسٹابلشمنٹ کے بعد پھر پرانے اور مکروہ چہروں کو ہی آگے لانا ہے تو اسمبلیاں تحلیل کرنے کا کیا فائدہ؟ ایسے فساق و فجار اور ابلیس کے رضاکار تو پہلے بھی اسمبلی میں موجود تھے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ پہلے بددیانت اور بدکردار سیاست دانوں کا احتساب کیا جائے اور ایسے لوگوں کے انتخابات میں حصہ لینے پر پابندی عائد کی جائے۔ عوام کے حقوق غصب کرنے والوں، مال پر ڈاکہ ڈالنے والوں اور ناجائز مہنگائی پیدا کر کے قوم کا خون چوسنے والوں سے ایک ایک پائی کا حساب لیا جائے۔ احتساب کے عملِ خیر پر اگر دو سال بھی لگ جائیں تو قوم کو قطعاً اعتراض نہیں۔ صدر اس نکتہ پر ریفرنڈم بھی کرا سکتے ہیں۔ قوم بار بار انتخابات سے تنگ آچکی ہے۔ یہ سیاست دانوں کا کاروبار اور پرسنیلیٹی کریز تو ہے قوم کا مسئلہ نہیں۔ گزشتہ انچاس برسوں میں انتخابات سے قومی ترقی کی بجائے قومی انتشار کو فروغ ملا ہے۔

صدر مملکت سابقہ حکومت کی اسلام دشمن پالیسیوں پر بھی نظرثانی کریں اور بغور جائزہ لے کر اس کا خاتمہ کریں۔ پاکستان میں مذہبی بنیادوں پر ہونے والی دہشت گردی کا خاتمہ کریں۔ عوام میں عدم تحفظ کے احساس کو ختم کریں جس کا حوالہ خود صدر نے اپنی تقریر میں بھی دیا ہے۔

سابقہ حکومت کی طرف سے تعلیمی اداروں کی نج کاری کی پالیسی کے تحت قادیانیوں اور عیسائیوں کو ربوہ اور دیگر مقامات پر موجود ان کے ادارے واپس کرنے کے فیصلہ کو واپس لیں اور سابقہ حکومت کی قادیانیت نواز پالیسی کا بھی خاتمہ کریں۔

ہم نگران وزیر اعظم ملک معراج خالد اور ان کی کابینہ سے توقع رکھتے ہیں وہ اپنے دورِ حکومت میں پاکستان کے اسلامی تشخص کو بحال کرنے کی بھرپور کوشش کریں گے جسے بے نظیر حکومت نے بری طرح پامال کیا۔

پاکستان کی تمام دینی جماعتوں کے سربراہوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ موجودہ نگران حکومت سے انتخابات کی بجائے نفاذ اسلام کا مطالبہ کریں۔ گزشتہ انتخابات میں تو وہ اپنا حشر دیکھ چکے ہیں۔ مزید کچھ دیکھنا چاہتے ہیں تو جمہوری نظام کے آئینہ میں اپنے چہروں کو دیکھ لیں اور اپنی حیثیتوں کو بھی پہچان لیں۔

جملہ ماتحت مجالس احرار اسلام پاکستان متوجہ ہوں

مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس منعقدہ

۳۰، ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۹۶ء بدھ، جمعرات (ملتان) کے فیصلہ کے مطابق

آئندہ چھے ماہ تک کی عبوری مدت کے لئے

مولانا محمد اسحٰق سلیمی، سید محمد کفیل بخاری اور عبداللطیف خالد چیمہ پر مشتمل مرکزی سطح پر ایک تین رکنی مجلسِ منتظمہ (سب کمیٹی) تشکیل دی گئی ہے۔ جملہ ماتحت شاخیں آئندہ تمام جماعتی امور کے لئے دفتر مرکزیہ ملتان کے پتہ پر مذکورہ اراکینِ مجلسِ منتظمہ سے رابطہ قائم کریں۔

•

برائے رابطہ

★ مولانا محمد اسحٰق سلیمی (گڑھا موڑ) ✆ : 0693-690013

★ سید محمد کفیل بخاری (ملتان) ✆ : 061-511961

★ عبداللطیف خالد چیمہ (چیچاوطنی) ✆ : 0445-611657/610953

جاری کردہ:۔ دفتر مرکزیہ مجلس احرار اسلام پاکستان

دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

سید عطاء المحسن بخاری

ان اللہ علیٰ کُلِ شئ قدیر

آخر وہی ہوا جسکا پچھلے ڈیڑھ ماہ سے گمان، اذھان اور یقین سا ہو گیا تھا۔ بےنظیر اپنے انجام بالشر کو پہنچیں۔ اسکی بہت سی وجوہات ہیں، جسمیں ان کے فسقی رویّے، فجوری اعمال، کافرانہ جذبے، معاشی ظلم، مزدور، کسان، رھڑی بان، کوچوان اور دہاڑی دار کو بھک منگا بنا دینے، مڈل کلاس کو پانچویں درجے کی مخلوق میں تبدیل کرنے کا ہندوانہ فعلِ شنیع شامل ہے۔ کیا کیا گنا اور سُنوایا جائے جس خاتون نے اپنے بھائی کو معاف نہیں کیا اس سے کسی غیر کے لئے بھلائی کی توقع انتہائی لغو، فضول، عبث اور بیکار خواہش ہے۔ بے نظیر نے اپنے والد کی موت کا انتقام پوری قوم سے یوں لیا کہ شاید ہی تاریخ میں ایسا کوئی اور منتقم مزاج حکمران مل سکے۔ بنو عباس کے ظالم و مستبد حکمرانوں نے بنی امیہ کو قتل کر کے انکی لاشوں پر دستر خوان بچھا کے کھانا کھایا مگر بے نظیر ان عباسیوں کے بھی کان کتر گئیں۔ انہوں نے انسانوں کو یوں زندہ رکھا جیسے جاگیر دار اپنے وسیب کو زندہ رکھتا ہے اور اپنی جاگیر کے وسنیکوں کو زندگی کی بھیک مانگنے پر ایک وقت کا بچا کھچا دے دیتا ہے، انہیں ممنون کرتا ہے اور وہ بد نصیب ہاتھ جوڑ کر کورنش بجا لاتا ہے۔ سائیں، سردار اور سرکار کی دہلیز غلیظ پر جبہ سائی کرتا رہتا ہے۔ جاگیر دار کے استبدادی رویّوں سے مجبور ہو کر وسنیک اتنا گر جاتا ہے کہ وہ اپنی "پگ" سے جاگیردار کے جوتے تک صاف کرنے سے گریز نہیں کرتا۔ جاگیر دار اپنے طاغوتی پیر جھٹکتا ہے اور کہتا جاتا ہے بس کرو! مگر بے توفیق وسنیک بڑی لجاجت سے کہتا ہے "سائیں، مجھے خدمت تو کرنے دیں پھر خدا جانے یہ وقت آئے نہ آئے۔ مرے پیارے مجھے یوں نہ دھتکار، میں تو آپ کا غلام ہوں، آپ کے ابا جان کی بھی ہمیشہ غلامی کی ہے، آج میں بوڑھا ہو گیا ہوں تو کیا ہوا مجھے آپ کی غلامی کا دعویٰ تو ہے..... بے نظیر، پاکستانیوں سے خصوصاً ان پاکستانیوں سے جو "بھٹو کے پاکستان" کے وسنیک ہیں، یہی چاہتی تھیں۔ لیکن.....

مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

یعنی وہی..... جس کا ڈر تھا۔ وہی... جو ایک دن ہونا تھا۔ وہی..... جو ہوتا آیا ہے۔ جی ہاں..... چاہ کن را چاہ درپیش!
لیکن.....ان کا اب بھی یہ کہنا ہے کہ

"یوں نہ چاہا تھا فقط میں نے تو چاہا تھا یوں ہو جائے!"

ان کے "یوں" چاہنے اور "یوں" نہ چاہنے سے، کون کون، کب کب اور کہاں کہاں، "یوں یوں" نہ ہوا؟
ہر طرف ایک ہی پکار تھی کہ...ع

جانے نہ جانے گُل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے

آخر "گُل" نے جان لیا۔ "خانہ براندازِ چمن" کو جالیا اور پکار اٹھا

جو عدو باغ ہو، برباد ہو
خواہ وہ گلچیں ہو یا صیاد ہو

جس طرح فاروق احمد لغاری نے یہ ایک عمل، جاگیردارانہ رویّوں سے ہٹ کے کیا ہے، کاش..... وہ مستقبل میں بھی ایسے ہی مثبت، حَسین اور یادگار رویّوں سے پاکستان کو پلیدستان بننے سے بچالیں۔ وہ پاکستان میں اسلام کی حکومت قائم نہیں کرتے نہ کریں۔

مگر پاکستان میں انسانی رویّے عام کردیں۔

استبدادی ہتھکنڈوں سے ہماری جان چھڑادیں

ظلم وجور کی کالی اور اندھی رات کا بستر لپیٹ دیں۔

ایسا سورج ابھاریں جس کی روشنی سے بے نور آنکھیں بھی راستہ دیکھ سکیں۔

پاکستان کو فلاحی ریاست بنادیں۔

قوم سے انتقام نہ لیں بلکہ قوم کے افکار و اعمال کی سمت تبدیل کردیں۔

قوم کا قبلہ درست کردیں۔

وہ جو نظام بھی چاہیں، نافذ کریں مگر دیانتداری سے کریں اور صرف سماعتوں میں زہر یا رس گھولنے سے قوم کو "خوش" نہ کریں بلکہ اس کا شکم پُر کریں، اس کی ضرورتیں پوری کریں۔

عوام کی زندگی کے گمبھیر مسائل حل کریں، خصوصاً قوم کو معاشی ظلم سے نجات دلادیں۔

ڈاکوؤں، چوروں، قاتلوں، اغوا کنندگان..... ابلیس و خبیث اور خسیس افراد کو ہمیشہ کے لئے آشنائے خاک کر دیں۔

ملک میں بسنے والے دو پایوں (نہ کہ مسلمانوں) کی دنیاوی اور حیوانی (مگر جائز) خواہشات کی تکمیل کردیں۔

کاش، اے کاش!

کاش! ایسا نہ ہو کہ بے کس اور بے بس لوگوں کی جائز، نیک، پاک خواہشوں کے بدلے میں انہیں دھوکے، دھکے، دھولیں، دھپے، ٹھڈے، چکمے اور جھانسے دیئے جائیں اور لغاری صاحب اپنے کروڑوں روپے مالیت کے ایوان میں مست مست ہوں۔

وہ شاخِ گُل پہ زمزموں کی دُھن تراشتے رہیں اور ادھر، نشیمنوں پہ بجلیوں کے کارواں گزر جائیں۔

کاش! اللہ تعالیٰ جناب فاروق احمد لغاری کے دل میں یہ باتیں اتار دیں۔ ان اللہ علیٰ کل شئی قدیر۔

سیاسی نرخ پر اوراقِ مصحف بیچنے والو!

پروفیسر رفیع اللہ شہاب کی بک بک اور جھک جھک

کوئی دور تھا کہ درس گاہوں کے سانچے سے مستقبل کے معمار نکلتے تھے۔ اور تعلیم کی آغوش میں عمدہ انسان ڈھلتے تھے۔ اب تو یہ حال ہے کہ اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی۔

ہفت روزہ "آج کل" لاہور (96 - 9 - 3) میں پروفیسر رفیع اللہ شہاب نے "کیا عمرہ ایک اسلامی عبادت ہے" کے عنوان سے تحریر کیا ہے کہ

" بعض عظیم مسلمان فقہاء نے اسے اسلامی عبادت تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے۔ ان کے نزدیک یہ زمانۂ جاہلیت کی رسم تھی جو اسلامی دور میں آہستہ آہستہ ختم کر دی گئی۔ ان کا دعویٰ ہے کہ نہ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں کوئی عمرہ ادا کیا اور نہ ہی صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں کسی سے اس کی ادائیگی ثابت ہے .... خیال رہے کہ قربانی حج کا رکن نہیں .... ہمارے ملک میں جنرل ضیاء الحق سے پہلے بہت کم لوگوں نے عمرے کا ذکر سنا تھا۔ جنرل صاحب نے اپنے آپ کو ایک نیک مسلمان ثابت کرنے اور عوام کو بیوقوف بنانے کے لئے سرکاری خرچ پر عمرے پر عمرے ادا کرنے شروع کیے.... اس سے لوگوں میں یہ تاثر قائم ہو گیا کہ عمرہ اسلامی عبادت ہے"۔

قلم دل گرفتہ، زباں بے مزہ ادیبوں کی نسلِ نوی کو سلام
شرابی فقیہانِ امت کے شیخ ربابی زبان و بیاں کے امام

اس بابت جمعیت اتحاد علماء کے سربراہ مولانا عبدالمالک نے عمرے کی شرعی حیثیت پر روزنامہ خبریں سے خصوصی بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ "پروفیسر رفیع اللہ شہاب نے اپنے مضمون کے ذریعے قرآن پاک کی توہین کی ہے اور ایک دینی عبادت کا مذاق اڑایا ہے۔ عمرہ بعض علماء کے نزدیک فرض اور بعض کے نزدیک سنت ہے۔ یہ وہ عبادت ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس مضمون میں جھوٹ بولا گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی زندگی میں چار عمرے کئے"۔

پروفیسر رفیع اللہ شہاب کا یہ کہنا کہ "عمرہ اسلامی عبادت نہیں ہے" سراسر جہالت پر مبنی ہے۔ قرآن پاک میں واضح حکم ہے۔

"اور پورا کرو حج اور عمرہ اللہ کے واسطے، پھر اگر تم روکے گئے تو جو میسر ہو قربانی بھیجو۔"

(پارہ ۲ رکوع ۸ آیت ۱۹۶)

پھر یہ کہنا کہ نہ تو رسول اللہ ﷺ نے اور نہ ہی صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنی زندگی میں

کوئی عمرہ ادا کیا" بالکل جھوٹ ہے۔ذیل میں سیرت کی مستند کتابوں سے حوالے دیئے جا رہے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کرام رضوان اللہ علیہم عمرہ ادا کرتے رہے ہیں۔

"غرض مختلف اسباب سے آنحضرت ﷺ نے مکہ معظمہ کا ارادہ کیا اور اس غرض سے کہ قریش کو کوئی اور احتمال نہ ہو۔ عمرے کا احرام باندھا"

(سیرت النبی ﷺ۔ از شبلی نعمانی۔سید سلیمان ندوی۔ جلد اول۔ صفحہ ۴۵۶)

"صلح حدیبیہ میں قریش سے معاہدہ ہوا تھا کہ اگلے سال آنحضرت ﷺ مکہ میں آکر عمرہ ادا کریں گے اور تین دن قیام کر کے واپس چلے جائیں گے۔ "اس بناء پر آنحضرت ﷺ نے اس سال عمرہ ادا کرنا چاہا"

(سیرت النبی از شبلی نعمانی جلد اول صفحہ ۲۸۴)

"معاہدہ حدیبیہ کی شرط دوئم کی رو سے مسلمان اس سال مکہ پہنچ کر عمرہ ادا کرنے کا حق رکھتے تھے۔ اس لئے اللہ کے رسول اللہ ﷺ دو ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر مکہ پہنچے..... اللہ کے نبی ﷺ تین دن تک عمرہ کے لئے مکہ میں رہے اور پھر ساری جمیعت کے ساتھ مدینہ کو واپس چلے گئے۔

(رحمت اللعالمین از سید سلیمان منصور پوری جلد اول، صفحہ ۲۱۳) خیبر سے فارغ ہو کر آپ مدینہ میں ربیع الاول تا شوال ۸ مہینے رہے... پھر ذیعقدہ کے مہینے میں عمرہ کی تیاری کی یہ وہی مہینہ ہے جس میں پچھلے سال (چھٹے ہجری) مشرکوں نے رسول اللہ ﷺ کو عمرہ نہ کرنے دیا تھا اور مقام حدیبیہ سے آپ واپس تشریف لے آئے تھے۔ اب اس عمرے کی قضا کے لئے تشریف لے گئے اسی سبب سے اس عمرے کا نام عمرہ القضا رکھا گیا ہے اور بعض اس کو عمرہ القصاص کہتے ہیں" (سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۲۵۳)

اسی جریدے میں پروفیسر رفیع اللہ کے بیٹے محمد شعیب عادل کی کتاب "اسلامی انقلاب کی جد و جہد (غلطی ھائے مضمون)" کے حوالے سے تحریر کیا گیا ہے کہ:۔

"ہمارے معاشرے کے بگاڑ اور پستی میں "بہشتی زیور" یا اس قبیل کی دوسری کتب "تحفتہ العروس" اور "فضائل اعمال" (تبلیغی جماعت کی اہم ترین کتاب) کا بڑا حصہ ہے۔"

بعض لوگ اپنی دنیاوی جاہ و حشمت کی ترنگ میں اتنے بگ ٹٹ ہو جاتے ہیں کہ ان کے نزدیک اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے تقدس کی کوئی اہمیت نہیں رہتی۔ جو لوگ اللہ کے خوف سے عاری ہیں ان کے ہاں معاشرے کے روز بازار میں اندھیرے اجالے، حق و باطل اور بیوی اور بیٹی میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ شعیب عادل کی کور چشمی کا کیا کہنا کہ ان کے نزدیک موجودہ دور کا ڈش انٹینا اور گٹار کلچر، جوش ملیح آبادی کی یادوں کی بارات۔ سلمان رشدی کی شیطانی آیات، تسلیمہ نسرین، فہمیدہ ریاض اور احمد فراز جیسے دو پاؤں پر چلنے والے بدصورت جانوروں کی مذہب بیزاری سے معاشرے میں بگاڑ اور پستی پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ بہشتی زیور اور فضائل اعمال جیسی کتابیں (جو عام مسلمانوں کی زندگی کے مقصد کی طرف رہنمائی کرتی ہیں) قابلِ مذمت ہیں۔ اس کھٹی سوچ پر اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے کہ:۔

ادب قلم کو سکھا بات کا سلیقہ سیکھا

درحقیقت بات یہ ہے کہ پروفیسر رفیع اللہ قسم کے مادر پدر آزاد بظاہر خوبصورت حیوان اور بباطن دختر انگور کے عشاق کی صف میں بیٹھنے والے خبیثان عجم صرف اپنی خباثتوں کو جواز دینے کے لئے جب ملکی حالات اپنے حق میں دیکھتے ہیں تو اللہ، رسول اللہ ﷺ اور قرآن مجید کی نص قطعی کے خلاف بھی بک بک کرنے میں شیر ہو جاتے ہیں۔ موجودہ دور کی دھوپ چھاؤں کی پیداوار، انٹر نیشنل جغادری، ڈاکٹر گورایہ، ڈاکٹر جاوید اقبال، غلام احمد پرویز، وارث میر، نصیر اللہ بابر، سلمان رشدی، خالد کھرل، احمد فراز، عبداللہ ملک اور کچھ اس قبیل کی بل بتوڑیاں (فھمیدہ ریاض عاصمہ جہانگیر، کشور ناھید، رعنا شیخ، تسلیمہ نسرین، مہتاب راشدی) اپنی مذہب بیزاری کا اظہار کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں پروفیسر ظہور احمد لاہور نے کالج میں لیکچر کے دوران طلباء سے کہا تھا کہ "نکاح ایک فرسودہ رسم ہے"۔ پھر طلباء کے ہاتھوں ٹھکائی پر اس ناھنجار استاد نے معافی مانگ لی تھی۔ ایوب خان کے مذہبی امور کے مشیر ڈاکٹر فضل الرحمن نے بھاشن دیا تھا کہ" بقرہ عید پر قربانی کے لئے پیسہ خرچ کرنا اسے ضائع کرنے کے مترادف ہے" اور پھر عوام کے زبردست احتجاج کے نتیجے میں ڈاکٹر صاحب کو گھر بھیج دیا گیا تھا۔ موجودہ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے اپنے ایک بیان میں کہا تھا کہ اسلامی سزائیں وحشیانہ سزائیں ہیں۔"

الغرض ان سب کے جواب میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ:۔

رجعت میں فرد ہیں تو دنائت میں بے مثال
اب ایسے رہزنوں کے حوالے ہوئے ہیں ہم

فون بستانِ عائشہ: 511356 | فون مدرسہ: 511961

طالبات کی دینی تعلیم و تربیت کی عظیم درسگاہ **مدرسہ بستانِ عائشہ**

میں دو نئی درسگاہیں زیر تعمیر ہیں اہلِ خیر سے التماس ہے کہ اس کارِ خیر کی تکمیل کے لئے فوری طور پر اپنے عطیات ارسال فرمائیں (جزاکم اللہ تعالیٰ)

ترسیل زر کے لئے:

بذریعہ منی آرڈر: سید عطاء المحسن بخاری، دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

بذریعہ بینک ڈرافٹ یا چیک: سید عطاء المحسن بخاری اکاؤنٹ نمبر 29932 حبیب بینک حسین آگاہی ملتان

یہ کج روی ہے

سید محمد یونس بخاری

جمعرات ۲۶ ستمبر کے اخبارات میں عدالت عالیہ لاہور کا ایک گرانقدر فیصلہ نظر نواز ہوا۔ مشمولات کچھ یوں تھے۔

"کوئی مسلمان عورت ولی کی رضی کے بغیر شادی نہیں کر سکتی۔ کسی فقہ کے مقابلے میں قرآن و سنت کے احکام زیادہ اہم ہیں۔ اغوا اور محبت کی شادیوں کے کیس بڑھ رہے ہیں۔ عدالتیں قانونی اصولوں کا اطلاق نہیں کر رہیں۔ بھارتی ٹی وی اور ڈش انٹینا پاکستان کی نظریاتی ثقافت پر حملہ کرتا ہے۔ اسلامی تصور زندگی تباہ ہو رہا ہے۔"

دوسرے روز لاہور کی نامی گرامی لادین اور "ہر فن مولا" خواتین کے احتجاجی بیانات پڑھنے کو ملے جن میں ہندو ثقافت کی دلدادہ ایک "پتنگ باز بسنتی" خاتون نے پاکستانی خواتین کے انسانی حقوق کی محافظت کے لئے سپریم کورٹ میں اپیل کرنے کا اعلان کیا ہے۔

ننانوے فیصد علماء اور عامتہ المسلمین کا ردِ عمل فیصلے کے موافق رہا۔ البتہ ایک صاحب نے تو حد ہی کر دی۔ فرمایا "ہماری فقہ میں شادی باہم ایجاب و قبول ہے اور بس۔ اس میں ولی تو در کنار کسی گواہ تک کی قطعاً ضرورت نہیں"۔ مولانا نقوی کی یہ بات دل میں ترازو ہو گئی۔ اشہبِ خیال لمبے سفر پر چل نکلا۔ سارا یورپ، امریکہ، افریقہ اور ایشیا کے چند ممالک نظروں میں گھومنے لگے جہاں نوجوان خواتین و حضرات کا بطور گرل یا بوائے فرینڈ بغیر شادی کئے اکٹھا رہنا اور والدین بن جانا عہد جدید کا تقاضا ہے۔ تہذیب نو کے ساختہ و پرداختہ اخلاق کا عروج ہے۔ بنیادی انسانی حقوق کا لازمہ ہے۔ ان پر کفر سازی و کفر گری کی تہمت کیوں لگائی جائے۔ انہیں تو فقہی تحفظ مل گیا ہے۔ لنکے تو وارے نیارے ہو گئے۔ ارے واہ...... "کیا رکھوں تیری دلاویزیٔ اظہار کا نام"

علمائے دینِ متین کے نزدیک یہ سراسر غیر شرعی، غیر اخلاقی، غیر تہذیبی اور غیر شائستہ اعمال ہیں۔ یہ محض فطرت کے اسپ بے لگام کی خود سری ہے اور کچھ نہیں۔

یادش بخیر ۱۹۳۵ء میں ترکی کی نامور حریت پسند خاتون دانشور خالدہ ادیب خانم برصغیر تشریف لائیں۔ ڈاکٹر انصاری مرحوم نے انہیں دعوت دی تھی۔ دہلی، علی گڑھ، لاہور و لکھنؤ وغیرہ مقامات پر انہوں نے تاریخی لیکچر دیئے تھے۔ ایک تقریر کا اقتباس ذہن میں انگڑائیاں لے رہا ہے۔ انہوں نے فرمایا:

"تمام غیر مسلم بالخصوص ہندوؤں نے مسلمان قوم کو جذب و ہضم کرنے کی راہیں پیدا کر لی ہیں۔ وہ

اس ملک میں بڑی قوت اور سرگرمی سے جمعیت اسلامیہ کی تخریب کا کام کر رہے ہیں۔ یعنی یہ کوشش جاری ہے جسے سازش کہنا چاہیئے کہ مسلمان کو ہندو قوم میں جذب و فنا کر کے اسکی ملی و قومی ہستی کو مٹا دیا جائے یا اسکے شیرازہ قومی اور جمعیت ملی کو پریشان کر کے برباد کر ڈالا جائے۔"

آج ٹھیک اکسٹھ سال بعد ۱۹۹۶ء میں راجیو گاندھی کی بیوہ سونیا انڈین کلچرل سوسائٹی کے سیمینار میں خطاب کرتے ہوئے کہتی ہے۔:

"پاکستانیوں کے لئے ایٹم بم کی ضرورت نہیں۔ انہیں اپنی فلمیں، ڈرامے کثرت سے دکھاؤ۔ اس کلچرل ایکشن سے یہ مسلمان اپنی موت آپ مرجائیں گے۔"

لاہور کی "بسنتی" سیاست سے وابستہ نام نہاد کلچرل بیگمات کہتی ہیں۔ بسنت ایک تہوار ہے صرف خوشی کا۔ اس پر پابندی نہیں ہونی چاہیئے۔ نوجوان بچیاں گھروں سے بھاگ بھاگ کر اپنے والدین کے بنیادی انسانی حقوق پامال کر کے مرضی کی شادیاں کرتی رہیں، یہ انکا حق ہے۔ اغواء برائے شادی یا فرار برائے شادی کو قانونی تحفظ ملنا چاہیئے۔ عاصمہ جہانگیر آگے آگے ہے۔ ہر تخریبی کیس میں کود پڑنا اس کی عادتِ ثانیہ ہے۔ عالمی انسانی حقوق کی تنظیموں سے انکا گہرا ربط ہے۔ استعمار کے پرانے شکاری نیا جال لائے ہیں۔ ملت اسلامیہ کو دام ہمرنگ زمیں میں پھانسنا انکا مشن ہے۔ یہ تمام تنظیمیں مختلف حیلوں بہانوں سے مسلم معاشروں کو تبوثاژ کرنا چاہتی ہیں۔

اسلامی ممالک میں بالعموم اور پاکستان میں بالخصوص انہوں نے ایک عرصہ سے اُودھم مچا رکھی ہے۔ خاندانی نظام کے خوبصورت پیرہن کو تار تار کرنے کا بندوبست کیا جارہا ہے۔ عائلی قوانین کا شوشہ اس سلسلے کی پہلی کڑی تھی۔ ناکامی پر فیصلہ ہوا کہ اس گھروندے ہی کو کھنڈر کر دیا جائے۔ "نہ رہے بانس نہ بجے بانسری" پاکستان کی کلچرل اباحیت پسند ڈائینیں عاصمہ جہانگیر کی قیادت میں یہ مکروہ چال چل رہی ہیں۔ یہ خواتین کی نمائندگی کا دعویٰ رکھتی ہیں۔ حالانکہ ننانوے فیصد پاکستانی خواتین ان سے بیزار اور دین مصطفوی کی جانثار ہیں۔ وہ دیانتداری کے ساتھ سمجھتی ہیں کہ

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفوی سے شرار بو لہبی

یہ حقیقت نفس الامری ہے کہ مسلم خواتین کی نمائندگی کوئی قادیانی خاتون نہیں کرسکتی۔ یوں بھی انکا یہ راز بعجلت کھل گیا ہے کہ وہ ایسے مفرور طبقہ سے ناطہ رکھتی ہیں جو اسلام اور اسکے طرز معاشرت سے کبیدہ خاطر ہے۔ انکی کوتاہ فکری نے انہیں دین حق کا خود ساختہ حریف بنا دیا ہے۔ ایسا حریف جو نت نئے شوشے چھوڑنے ہی میں عافیت سمجھے۔ اسلام کے مبادیات معاشرت پر آئے دن کلوخ اندازی اس بات کی دلیلِ محکم ہے۔ اباحیت، لادینیت و لااخلاقیت کا نظریہ مادیت پرستی کی وہ شکل ہے جو دراصل یورپ کی اندھی تقلید پر مبنی ہے۔

مسلم کو جذب و ہضم کرنے کی راہیں تلاشنا۔ موجودہ عالمگیر اختلال۔ بین الاقوامی انار کی۔ عقیدۂ جدیدیت پرستی عصر حاضر کی سب سے بڑی گمراہی اور تمدن جدید کا مرض الموت ہے۔

وطن عزیز کو وجود پذیر ہوئے پچاس سال ہونے کو ہیں۔ ہم جہاں تھے وہیں کھڑے ہیں۔ اُس وقت کچھ لوگوں نے بعض معاملات میں خدشات ظاہر کئے تھے۔ ہم نے تو اسے خطرات سے دوچار کر دیا ہے۔ جغرافیائی طور پر بھی اور نظریاتی لحاظ سے بھی۔ جدید عصری تعلیمات اور قدیم نصاب تعلیم کے جدا نظاموں نے بہت سی خرابیوں کو جنم دیا ہے۔ معارفِ اسلامیہ کے اجرا کی تدابیر نہ ہونے کے برابر ہیں۔ نسلی، قبائلی اور قومیتی تفریقات پھر سے سر اٹھا رہی ہیں۔ وحدت ملیہ اور اخوت اسلامیہ کے جذبات بوجوہ واماندگی و درماندگی کا شکار ہیں۔ ایسا کیوں نہ ہو۔ کئی ایک مسلم ممالک کے رہنما یان بے مرام غلبہ کفار کی بدولت انکی گرفت میں ہیں۔ انہیں فقط منفرد اقتدار کے تحفظ کی فکر ہے۔ نظام اسلام سے انہیں کوئی دلچسپی نہیں۔ وہ بنیاد پرستی کو طعنہ سمجھتے ہوئے اغیار کے سامنے صفائیاں پیش کرتے پھرتے ہیں۔ خود کو لبرل کے طور پر پوز کرتے ہیں۔ چاہے ایمان کی قیمت ادا کرنا پڑے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ شرعی اعتبار سے یہ امت بے نظام، بے مرکز اور بے مہار ہو چکی ہے۔ قضا و افتا سلامت ہے نہ نظام شریعت قائم۔ راقم کے خیال میں اسکا حل جو صرف یہ ہے کہ

مسلمانوں کو دین سے خوفناک بے خبری اور شدید بے پروائی کی کربناک کیفیات سے نکالنے کے لئے تعلیم و تبلیغِ دین کی زبردست تحریک چلائی جائے۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد کے باب میں بالکل تہی داماں مسلمانوں کے تہذیب اخلاق اور تزکیہ نفس کا مؤثر بندوبست کیا جائے۔

جدید تعلیم یافتگان دین سے بوجوہ برگشتہ ہو رہے ہیں۔ انکی مراجعت کا انتظام و انصرام لازم ہے۔

طبقات صنعت و حرفت کی اقتصادی بدحالی اور معاشرتی پستی اسلامی اصول معاشرت و اقتصاد کے تحت دور کی جائے۔

کامرس اور انڈسٹری کو سودی سرمایہ داری اور اشتراکیت سے نجات دلانے کی سعی کی جائے۔

جاگیردارانہ استبداد ختم کر کے اہل زراعت کی خوشحالی کے لئے دینی احکام پر عمل کرانا چاہیئے۔

مادر وطن کے اہل سیاست اسلامی سیاست سے کلیتہً ناواقف ہیں۔ اہل حکومت او رارباب سیاست میں ذوق سیاست دینیہ پیدا کیا جائے۔

اہل درس و تدریس زوال آشنا ہیں تو نصاب تعلیم باعث انتشار۔ انہیں ملی تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کے لئے سیرت محمد ﷺ اور خصائص نبویہ سے سیراب و فیضیاب کیا جائے۔ یعنی علوم جدیدہ و قدیمہ کا حسین امتزاج ہو۔

یہ سب کون کریگا۔ یہ کس کی ذمہ داری ہے۔ میں کئی بار یہی سوال اپنے آپ سے کر چکا۔ ہر بار ایک

یہی جواب ملا۔ ہم سب ذمہ دار ہیں۔ حکومت ذمہ دار ہے۔ اساتذہ ذمہ دار ہیں۔ علما ذمہ دار ہیں۔ ہاں ہاں بالخصوص موجودہ دل شکن حالات میں حقیقتہً علما کا فریضہ ہے کہ وہ آگے بڑھیں۔ نظامِ عدل سے وابستہ دینی اقدار کے محافظوں کی کھلے دل سے حوصلہ افزائی کریں۔ باہمی سر پھٹول چھوڑیں۔ نئی نسل میں اخلاقی و تمدنی دراڑیں ڈالنے والی قانون دان اور "بسنتی" بیبیوں کو باور کرائیں کہ اسلام کسی علاقائی ثقافت میں ڈھلنے یا مدغم ہونے نہیں آیا۔ یہ تو دنیا بھر کی ثقافتوں کو اپنے مخصوص اور مسحور کن رویوں کے مطابق ڈھالنے آیا ہے۔ یہ مُنزل من اللہ ہے۔ کسی فانی انسان کی تخلیق نہیں۔ اس میں تغیر و تبدل نہیں ہوسکتا۔ مگر یہ جامد بھی نہیں۔ یہ ہر دور کے تقاضوں کا بھرپور ساتھ دیتا اور انکا حل پیش کرتا ہے۔ خواتین کو سب سے پہلے حقِ وراثت اسی نے دیا۔ بیوہ اور مطلقہ خواتین کو باعزت زندگی گذارنے کے لئے نکاح ثانی کا حق بھی سب سے پہلے اسی نے دیا۔ یہ جسے تم مہذب دنیا کہتی ہو۔ یہ تمہارے حسن کو گھنانا چاہتی ہے۔

تمہیں سیرت و کردار اور نظریات و افکار کے شدید ترین بحران میں مبتلا کر کے اپنا مقصدِ "جذب و ہضم" پورا کرنا چاہتی ہے۔ آزادی پابندیوں میں حسین لگتی ہے۔ بقول اقبال

"صنوبر باغ میں آزاد بھی ہے پا بہ گِل بھی ہے"

جیسے گلاب کا پھول کانٹوں کے درمیان۔ یہ کانٹے پھول کی آزادی کے لئے حفاظتی باڑ ہیں۔ جس مہذب دنیا کی تم بات کرتی ہو اسکی انتہا تو راجہ داہر کے اعمالِ بد پر ہوتی ہے۔ اس کی عطا کردہ آزادی کے ڈانڈے اسی سے ملتے ہیں۔ مغرب میں اس پر عمل بھی ہو رہا ہے۔ مرضی جو ٹھہری۔ آزاد مرضی۔ مادر پدر آزاد مرضی۔ اور اسی آزاد مرضی کو وہاں قانونی تحفظ حاصل ہے۔

میری پڑھی لکھی ماؤں، بہنو، بیٹیو، غور کرو ذرا سوچو تو یہ آزادی نہیں۔ آزاد مرضی نہیں۔ یہ حسن کی دلفریبی نہیں۔ یہ آزادی ناپائیدار آزادی ہے۔ خاندان کی تباہی کا راستہ ہے۔ عزتوں کو ملیامیٹ کرنے کی سبیل ہے۔ ذلتوں کے اندھے غاروں میں گرنے کے مصداق ہے۔ یہ آزاد مرضی نہیں حیوانیت ہے۔ یہ آوارگی ہے، کج روی ہے جو اشرف المخلوقات انسان کے ہر گز شایانِ شان نہیں۔

(بقیہ از ص ۴۱)

سے کتابیں چھین کر جھنڈیاں بناتے ہیں اور اپنے گھروں کو سجاتے ہیں۔ غریب کے گھر میں اندھیرا رکھ کر اپنے گھروں میں قمقمے جلاتے ہیں۔ ۱۹۹۷ء اس آزادی کا پچاسواں سال ہے۔ حکومت آزادی کی گولڈن جوبلی منا رہی ہے۔ ناچ گانوں اور بڑے لوگوں کی بدمعاشیوں پر کروڑوں روپے برباد ہوں گے۔ یوں سمجھے کہ غریب کا ایمان عزت، مال سب کچھ لوٹنے اور بچ کھچا خون بھی چوسنے کا پروگرام ہے۔ اسی کا نام آزادی ہے؟ لعنت ہے اس آزادی پر!

یادرفتگان

★

اصغر عبداللہ

مولانا محمد سعید الرحمن علوی رحمتہ اللہ علیہ

یادگارِ زمانہ ہیں ہم لوگ
سن رکھو تم فسانہ ہیں ہم لوگ

ہلکی ہلکی پھوار پڑ رہی تھی۔

موسم ابر آلود تھا اور اس میں آخر برسات کی سوگواری کا رنگ بھی گھل گیا تھا۔ میں اپنے ایک دوست کے ہمراہ شاہ جمال کالونی سے گزر رہا تھا۔ جونہی مسجد شاہ جمال کا گول چکر نزدیک آیا میری آنکھوں کے سامنے مولانا سعید الرحمان علوی مرحوم کا نورانی چہرہ گھوم گیا۔ ناگہاں ایسے معلوم ہوا جیسے میں یاد کی پاتال میں اتر رہا ہوں، اتھاہ گہرائیوں میں۔ میں نے اپنے دوست سے درخواست کی کہ تھوڑی دیر کے لئے گاڑی روک لو تاکہ میں اس گوشۂ پر نور سے کچھ یادیں سمیٹ لوں۔ اس نے حیران آنکھوں سے میری جانب دیکھا اور مسجد کی دیوار کے ساتھ گاڑی پارک کر دی۔ یہ غروب آفتاب کا وقت تھا۔

دفعتاً فضا میں مغرب کی اذان گونجی، خدا کی کبریائی کے کلمات بلند ہوئے اور نمازیوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا۔ میں سوچ رہا تھا یہ وہی مسجد ہے، وہی منظر ہے، لیکن تھی جو اس شخص کے تصور سے، اب وہ رعنائی خیال کہاں۔ میں چشمِ تصور سے مولانا کو ڈھونڈ رہا تھا، پر اب کہاں، وہ تو خاک میں پنہاں ہو کر لالہ و گل میں نمایاں ہو گئے تھے۔

بربط دل کے تار ٹوٹ گئے
کھو گئے راحتوں کے محل
مٹ گئے قصہ ہائے فکر و عمل
بزمِ ہستی کے جام پھوٹ گئے

مولانا سعید الرحمان علوی نے ۱۹۴۵ء میں کوٹ حاکم خان سرگودھا میں آنکھ کھولی۔ ان کے والد مولانا محمد رمضان علوی مقامی جامع مسجد میں خطیب اور امام تھے۔ جن کی نگرانی میں انہوں نے ۹ سال کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا تو انہیں مقامی سکول میں داخل کرا دیا گیا جہاں سے انہوں نے ساتویں جماعت تک تعلیم حاصل کی، یہ وہ زمانہ تھا جب ان کے والد راولپنڈی کے محلہ اکال گڑھ (گلشن آباد) آ گئے تھے۔ سعید الرحمان علوی ساتویں جماعت کے امتحانات کے باعث رمضان المبارک میں قرآن حکیم کی تراویح سنا نہ سکے تو مولانا محمد رمضان علوی

نے انہیں سکول سے اٹھالیا اور خیر المدارس ملتان بھیج دیا جہاں انہوں نے مولانا محمد علی جالندھری اور سید ابوذر بخاری کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور قاری رحیم بخش پانی پتی سے تجوید پڑھی، دورۂ حدیث مدرسہ نصرت العلوم گوجرانولہ سے کیا اور مولانا حسین احمد مدنی کے فرزند ارجمند مولانا اسعد مدنی کی بیعت کرلی۔ ۱۹۸۰ء میں دیوبند کی صد سالہ تقریبات میں مولانا تقی عثمانی کی قیادت میں جو وفد بھارت گیا، اس میں سعید الرحمان علوی اور ان کے بڑے بھائی (مولانا عزیزالرحمن خورشید) بھی شامل تھے۔

مولانا علوی نے مدرسہ حسینیہ میں مدرس کی حیثیت سے اپنی دینی خدمات کا آغاز کیا۔ کچھ عرصے بعد وہ جامع مسجد حضرو کے خطیب ہوگئے۔ سات سال بعد وہ عید گاہ مسجد آئے۔ یہیں قیام کے دوران میں وہ جمیعت علماء اسلام کے ترجمان "خدام الدین" کے ساتھ وابستہ ہوگئے۔ جمیعت علماء اسلام، مفتی محمود گروپ اور مولانا غلام غوث ہزاروی گروپ میں بٹ گئی تو مولانا علوی مذہبی سیاست سے بددل ہوگئے۔ مولانا عبید اللہ انور جو "خدام الدین" کے ایڈیٹر تھے ان کا انتقال ہوا، ان کے بیٹے مولانا اجمل قادری، کرسیٔ صدارت پر براجمان ہوئے تو مولانا علوی کی داخلی کشمکش اور اضطراب میں اضافہ ہوگیا۔ مفتی محمود گروپ پر ان کی تنقید "خدام الدین" کی نئی انتظامیہ کے لئے ناقابل برداشت تھی انہیں "خدام الدین" سے علیحدہ ہونا پڑا، جو ان کے لئے شدید ترین جذباتی صدمہ تھا۔

یہ تنگی، عسرت اور اضطراب کا زمانہ تھا۔ غصہ اور نفرت ان کے دل و دماغ میں جمع ہوتے گئے۔ طبقۂ علماء سے وہ دلبرداشتہ ہوگئے۔ اگست ۷۵ء میں وہ مسجد دارالشفاء شاہ جمال لاہور آگئے۔ یہ خوشحال اور آسودہ حال لوگوں کی بستی تھی۔ ادھر مولانا سعید الرحمان علوی ترقی پسند نظریات کی زد میں تھے۔ وہ سیکولر طرز فکر سے متاثر ہورہے تھے۔ پیپلز پارٹی اور ترقی پسند جماعتوں کے لئے ان کے دل میں نرم گوشہ پیدا ہوگیا تھا اس کے برعکس مسلم لیگ اور مذہبی جماعتوں کے لئے ان کے دل میں کوئی جگہ نہیں رہی تھی۔ اس طرز فکر کے باعث شاہ جمال ایسی آسودہ حال لوگوں کی بستی میں ان کے لئے کئی مسائل پیدا ہوگئے۔ ان کی حق گوئی بھی ان کے لئے مشکلات پیدا کررہی تھی۔ ایک بار انہوں نے روزنامہ "پاکستان" میں مساجد کے انتظامی امور کے بارے میں بے خوف اظہار کردیا۔ مسجد میں ان کے خلاف ایک ہنگامہ کھڑا ہوگیا۔ انہیں سخت وارننگ دے دی گئی۔ اس پر وہ اتنے بددل ہوئے کہ انہوں نے سنجیدگی سے مسجد شاہ جمال سے علیحدگی کے بارے میں سوچنا شروع کردیا۔

قیام لاہور کے دوران میں تقریباً ایک سال وہ تنظیم اسلامی سے وابستہ رہے۔ انہوں نے ڈاکٹر اسرار احمد کی بیعت بھی کرلی تھی۔ ان کے حلقۂ احباب کو تنظیم اسلامی سے ان کی وابستگی پر حیرت تھی۔ کیونکہ ڈاکٹر اسرار احمد کی تنگنائے بیعت میں مولانا سعید الرحمان علوی ایسے بندۂ حر کے لئے کوئی گنجائش نہ تھی پھر وہی ہوا جس کا اندیشہ تھا۔ انہوں نے ڈاکٹر اسرار احمد سے علیحدگی اختیار کرلی۔ وہ کہا کرتے تھے ڈاکٹر اسرار

احمد سے وابستگی کے تجربے نے مذہبی پروہتوں کے بارے میں ان کے تصورات کو اور پختہ کر دیا ہے۔ اب انہوں نے اپنے آپ کو درس و تدریس اور حلقۂ دوستاں تک محدود کر لیا تھا اور آخر وقت تک انہوں نے اپنے معمولات اور خیالات میں کوئی تبدیلی پیدا نہ کی۔ اپنی ڈگر پر چلتے رہے۔

لاہور میں چند ہی لوگ ہیں جو عربی زبان و ادب میں مولانا علوی کی برابری کا دعویٰ کر سکتے، علمی حلقوں میں ان کی سربلندی کبھی متنازعہ نہیں رہی، میں سمجھتا ہوں اگر وہ اپنے علم دین کو جنس بازار بنانے پر آمادہ ہو جاتے تو وہ بھی المورد، قرآن اکیڈمی اور منہاج القرآن ایسے پرتعیش مذہبی ادارے کے بانی اور مالک بن سکتے تھے۔ ان کی طبیعت دنیاداری سے کوسوں دور تھی۔ ہر چند کہ ان کی دوست داری ان کی علمی سرگرمیوں کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ تھی، اس کے باوصف، انہوں نے کئی عربی کتابوں کے تراجم کئے۔ انہوں نے کیمیائے سعادت کا اردو ترجمہ اور احیاء العلوم کا انڈکس مرتب کیا۔ لاہور میں کئی لوگوں کا علمی بھرم انہی نے قائم رکھا ہوا تھا۔ سچ تو یہ تھا کہ وہ اہل علم و عمل کا حوالہ تھے۔

وہ گم ہوا تو مضامین ہو گئے بے ربط
وہی تو تھا، جو میرا مرکزی حوالہ تھا

زندگی کے آخری برسوں میں انہوں نے روزنامہ پاکستان میں باقاعدگی کے ساتھ لکھنا شروع کر دیا تھا۔ نہایت معمولی معاوضے پر انہوں نے وقیع مضامین لکھے، آخری عمر تک یہ سلسلہ برقرار رہا۔ اپنی زندگی کی آخری طویل تحریر انہوں نے قومی ڈائجسٹ کے غوث اعظم نمبر کے لئے لکھی جواب شائع ہو گئی ہے۔ مولانا سعید الرحمن علوی نسلاً اور طبعاً احراری تھے۔ لہجے کی چمک اور جذبے کی آنچ ان کے مزاج میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ مولانا ابوالکلام آزاد اور چودھری افضل حق کی عقیدت عمر بھر ان کے دل میں موجزن رہی۔ پبلک پلیٹ فارم پر بھی وہ اپنی عقیدت کا اظہار کرنے سے گریز نہ کرتے۔ وہ اچانک ناراض ہو کر اچانک من جانے والی شخصیت تھے۔ عجلت پسندی ان کے مزاج میں رچ بس گئی تھی اگر کسی کی کوئی بات انہیں ناپسند ہوتی تو وہ نتائج سے بے پرواہ ہو کر اپنے جذبات صفحۂ قرطاس پر منتقل کر دیتے۔ اسی جذباتیت کے باعث بعض اوقات ان کے لئے پریشان کن صورت حال پیدا ہو جاتی، خود انہیں بھی افسوس ہوتا۔ آخری دنوں میں انہوں نے ایسے احباب سے خود جا کر معذرت کی جن کے بارے میں کسی زمانے میں وہ ناقدانہ قلم اٹھا چکے تھے۔

مولانا سعید الرحمن علوی سے میری پہلی ملاقات ہفت روزہ "ندا" کے دفتر میں ہوئی۔ وہ اس کے مستقل قلمی معاون تھے۔ عام طور پر وہ اپنا مضمون دینے کے لئے خود تشریف لاتے۔ ان کی تحریروں میں تمہید غیر معمولی طویل ہوتی تھی۔ ہم شکایت کرتے کہ اتنا طویل نہ لکھا کریں تو وہ مسکرا کر کہتے آپ مدیرانہ اختیارات استعمال کر کے اسے مختصر کر لیں۔ مجھ میں اتنی اہلیت کہاں تھی کہ ان کی تحریر کو قلم لگاتا ناچار یہ فریضہ مقبول الرحیم مفتی کو ادا کرنا پڑتا۔

میں ہفت روزہ "زندگی" سے وابستہ ہو گیا۔ یہ بے نظیر بھٹو کا پہلا دور حکومت تھا۔ پیپلز پارٹی ۱۱ سال بعد دوبارہ برسر اقتدار آئی تھی "زندگی" پیپلز پارٹی اور بے نظیر حکومت کا سخت ترین ناقد تھا۔ مولانا سعید الرحمٰن علوی کو "زندگی" کی پالیسی سے اختلاف تھا۔ اپنی گفتگوؤں میں وہ "قافلۂ زندگی" پر کڑی تنقید کرتے لیکن اس سب کچھ کے باوجود مجھ سے ان کی شفقت اور محبت کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوا۔ ان دنوں اچھرہ میں میری رہائش تھی۔ شاہ جمال مسجد اور اچھرہ میں فاصلہ بہت کم تھا۔ یوں ہفتے کے دوران میں کم از کم ایک باران سے ملاقات ہو جاتی۔ رفتہ رفتہ میری مصروفیات بڑھ گئیں۔ بعض اوقات ہفتوں ان سے ملاقات نہ ہوتی۔ مجھے ان کی ناراضی کا خدشہ لگا رہتا۔ پھر اچانک ایک روز ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ میں نے ریسیور اٹھایا، آپ کی شفقت آمیز آواز سنائی دی، اصغر آپ تو عید کا چاند ہو گئے، میں معذرت کرتا تو وہ فوراً حاضر ہونے کا حکم صادر کر دیتے۔ اس دوران میں نے نوائے وقت جوائن کر لیا۔ انہوں نے مزاحاً یہ تبصرہ کیا

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

دراصل وہ میرے مسلم لیگی طرز فکر سے سخت نالاں رہتے تھے۔ میں نے جواباً کہا کہ ہم تو غالب کے طرفدار ہیں

وفاداری بشرط استواری اصل ایماں ہے — مرے بت خانہ میں تو کعبہ میں گاڑو برہمن کو

اس پر علوی صاحب خاموش ہو گئے۔ کسی قدر گہری اداسی ان پر چھا گئی، ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے انہیں ترک تعلقات کی کوئی پرانی کہانی یاد آ گئی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ جمیعت علماء اسلام اور اس کے اکابر کی محبت ان کے دل سے کبھی محو نہ ہو سکی۔ بقول حسرت موہانی۔

بھلاتا لاکھ ہوں لیکن برابر یاد آتے ہیں

میری ان سے آخری ملاقات ان کی وفات سے چند روز پہلے مسجد شاہ جمال میں ہوئی، ہفت روزہ "آج کل" کے مقبول الرحیم مفتی میرے ہمراہ تھے۔ مولانا نے ہمارے لئے خود چائے تیار کی۔ رات کے تقریباً ۱۱ بج رہے تھے جب ہم نے اجازت طلب کی۔ کیا معلوم تھا، علوی صاحب سے یہ آخری ملاقات ہے۔ آئندہ جمعہ میں شاہ جمال مسجد جانے کے لئے تیار ہو رہا تھا۔ ایک دوست بالکونی پر کھڑا اخبار پڑھ رہا تھا۔ میں بھی سرخیوں پر نظر دوڑانے لگا۔ دفعتاً میری نظر ایک چھوٹی سی خبر پر پڑی۔ مولانا سعید الرحمٰن علوی انتقال کر گئے۔ میرا دل دھک سے رہ گیا اتنی دیر میں ایک اور دوست کا ٹیلی فون آ گیا۔ وہ مجھ سے خبر کی تصدیق کر رہا تھا اور میں اس سے۔ نہ جانے اس روز کتنے لوگوں کو اس خبر کا یقین نہیں آیا تھا۔

ہلکی ہلکی پھوار اب بوندا باندی میں تبدیل ہو رہی تھی نماز کی ادائیگی کے بعد لوگ باہر نکل رہے تھے اور تیز تیز قدموں سے اپنے گھروں کو جا رہے تھے ہم بھی دوبارہ گاڑی میں بیٹھ گئے اور تھوڑی دیر میں گاڑی لب نہر فراٹے بھر رہی تھی۔ میرے ذہن میں فیض کا یہ شعر گونجنے لگا۔

اب بھی اس راہ سے گزرو، تو کسی دکھ کی کسک — ٹوکتی ہے کہ وہ دروازہ کھلا ہے اب بھی

احرار اور تحریک تحفظ ختم نبوت 1953ء (قسط 8)

ایک ضروری تصحیح اور اعتذار

جولائی ۱۹۹۶ء کے شمارہ میں مستقل مضمون "احرار اور تحریک تحفظ ختم نبوت" کی پانچویں قسط شائع ہوئی۔ صفحہ نمبر ۵۳ پر یہ مضمون "باقی آئندہ" کے نوٹ کے ساتھ ختم ہو گیا مگر اگست ۱۹۹۶ کے شمارہ میں پانچویں قسط کا بقیہ حصہ کاغذات میں اِدھر اُدھر ہونے کے باعث شائع نہ ہو سکا۔ اور چھٹی قسط شائع ہو گئی۔ ذیل میں قسط نمبر ۵ کا بقیہ حصہ پیش کیا جا رہا ہے۔ قارئین اسے فوٹو کرا کر شمارہ جولائی کے صفحہ ۵۳ پر "تصویر کا دوسرا رخ" کے ذیلی عنوان کے ساتھ شامل کر لیں۔ اراکین ادارہ محترم محمد یعقوب اختر، محترم شیخ عبدالمجید احرار اور اپنے قارئین سے اس سہو پر معذرت کرتے ہیں (مدیر)

دو تین دن گذر گئے مگر نہ تو مستری کہیں ملے اور نہ ہی ہر شب کی مجلس مشاورت میں شریک ہوئے تو میں اور محمد عالم منہاس مستری صاحب کو تلاش کرتے ہوئے مولوی حفیظ الرحمٰن کی جھونپڑی میں گئے تاکہ معلوم کریں کہ مستری صاحب وہاں بھی گئے ہیں یا نہیں۔ مولوی حفیظ الرحمٰن کے راستے میں ایک پٹواری بیٹھا کرتا تھا۔ ہم آتے جاتے اکثر اس سے پان لیا کرتے تھے۔ جس سے وہ کچھ شناسا ہو گیا تھا۔ آج بھی اس سے پان لینے کے لئے کھڑے ہوئے تو اس نے ادھر ادھر نظر دوڑا کر راز دارانہ لہجہ میں کہا کہ آپ کے ساتھی مولوی صاحب کو پولیس پرسوں یہاں سے گرفتار کر چکی ہے۔ اس لئے خیریت اسی میں ہے کہ اس جھونپڑی میں جانے کی بجائے الٹے پاؤں واپس چلے جائیں۔ اسکے بتائے ہوئے حلیہ سے ہمیں یقین ہو گیا کہ مولوی حفیظ الرحمٰن نے مستری رشید احمد کو گرفتار کروادیا ہے۔ ہم وہاں سے بذریعہ بس شہر آگئے اور رات اپنی جھونپڑی کے بجائے کسی دوسری جگہ گزاری۔ دن میں کلری جھونپڑیاں اکثر خالی ہو جایا کرتی تھیں۔ دوسرے دن تقریباً گیارہ بجے ہم اپنی جھونپڑی گئے۔ جلدی جلدی کاغذات سمیٹے، سائیکلو سٹائل مشین، ڈپلیکیٹر اور دوسرا سامان بوری میں بند کیا اور سائیکل رکشہ پر غیر معروف راستوں سے ہوتے ہوئے صدر آگئے۔ اگلے روز ہمیں اطلاع ملی کہ جھونپڑی خالی کرنے کے چند ہی منٹ بعد وہاں پولیس نے چھاپہ مارا۔ کلری جھیل کی تمام جھونپڑیوں اور بلوچ مسجد کا سارا علاقہ گھیرے میں لے کر تلاشی لی گئی۔ ہماری جھونپڑی کا تالہ توڑ کر تلاشی لی گئی۔ امام مسجد سے بھی پوچھ گچھ کی گئی کہ بتاؤ وہ کون لوگ تھے، کدھر گئے ہیں سائیکلو سٹائل مشین ڈھونڈنے کی ناکام کوشش

کی گئی لیکن ہمیں تو پہلے ہی بسیرا بدل چکے تھے۔

گوجرانوالہ سے چھپنے والی ایک کتاب پڑھنے سے اب معلوم ہوا ہے کہ چھاپہ گوجرانوالہ کے ایک غلام نبی نامی آدمی کی مخبری پر مارا گیا۔ تھا لیکن "جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے" کے مصداق ابھی چند دن اور باہر رکھنا اللہ کو منظور تھا اس لئے بچ گئے۔ کراچی میں اب میں اور محمد عالم منہاس ہی بقیۃ السیف تھے۔ چنانچہ ہم دونوں نے باہم فیصلہ کیا کہ اب پنجاب واپس جا کر گرفتاری دینی چاہیے۔ کراچی میں تحریک کو جاری رکھنا بے حد مشکل تھا۔ مستری رشید احمد بھی کراچی میں تحریک کے روحِ رواں تھے۔ فنانس بھی کرتے اور دیگر تمام بھاگ دوڑ بھی انہی کے دم سے تھی۔ چنانچہ میں اور محمد عالم منہاس جناب ایکسپریس کے ذریعہ راولپنڈی پہنچے۔ ایک دوست کے گھر دو تین گھنٹے آرام کیا۔ ہم ابھی لیٹے ہی ہوئے تھے کہ پولیس نے سارے محلے کو گھیرے میں لے لیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ صاحب خانہ نے نیند سے بیدار کر کے ہمیں پولیس کی آمد کی اطلاع دی۔ پولیس آفیسر بیٹھک میں تھا اور ہم دونوں بیٹھک میں آ گئے اس نے گرفتار کر کے حوالات بھیج دیا اور اگلے روز راولپنڈی جیل میں بند کر دیا۔ گرفتاری چونکہ سیفٹی ایکٹ دفعہ ۳ کے تحت عمل میں آئی تھی لہٰذا عدالت وغیرہ کا کوئی چکر نہیں تھا۔ کچھ عرصہ بعد لائل پور (فیصل آباد) جیل میں منتقل ہو گئے۔ قید کے بقیہ دن وہیں گذار کر ۸ دسمبر ۱۹۵۳ کو رہائی ملی۔

نکلے اسیر تو بدلا ہوا زمانہ تھا۔ برسرِ اقتدار گروہ ایوان حکومت سے بے آبرو ہو کر حکومت سے نکل چکا تھا۔ مسلم لیگ کی جابر و قاہر سنگ دل حکومت زیر و زبر ہو چکی تھی۔ جن کرسیوں کو بچانے کے لئے مسئلہ ختم نبوت سے غداری کی تھی الٹ چکی تھی اور کل کے حکمرانوں کی یہ حالت تھی

پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں

اللہ تعالیٰ کی لاٹھی بے آواز ہے اس نے مسلم لیگی رہنما قسم کے رہزنوں کو ایوانِ اقتدار سے ایسا دیس نکالا دیا کہ بقیہ زندگانی کے لئے ذلت و رسوائی ان کا مقدر بن گئی۔ جو لوگ ان میں سے آگے چلے گے وہ جتنی دیر اس دنیا میں رہے نفرت و عبرت کا نشان بنے رہے۔ جو ابھی زندہ ہیں انکی روسیاہی چھپائے نہیں چھپتی اور چالیس برس کا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود اپنے زخم چاٹ رہے ہیں۔ فاعتبروا یااولی الابصار

گذشتہ قسط نمبر ۲ سے مسلسل

۱۹۳۵ء میں جب حکومت نے حق بالغ رائے دہی کے تحت الیکشن کرانے کا عندیہ دیا تو اس وقت پنجاب میں مجلس احرار اسلام کا طوطی بولتا تھا۔ جس سے حکومت اور اسکے ٹوڈی غداران قوم، مجلس احرار سے لرزاں و ترساں تھے۔ لہٰذا پنجاب کے ٹوڈیوں کے سر خیل سر فضل حسین وزیر اعظم پنجاب اور دیگر جاگیر دار (بلکہ بقول شاہ جی انگریز کے دُم کٹے کتے) سر جوڑ کے بیٹھ گئے کہ کسی بھی طرح احرار کو اسمبلی میں آنے سے روکا جائے! لہٰذا ایک سازش تیار کی گئی کہ لاہور کے لنڈا بازار میں متنازعہ مسجد شہید گنج گرا کر مجلس احرار اسلام کو

لوگوں کی نظروں سے گرا دیا جائے۔ اس سازش کے تحت روزنامہ زمیندار کے ایڈیٹر مولانا ظفر علی خاں کو شریک کرنے کے لئے خریدا گیا۔ اسی طرح روزنامہ احسان اور دیگر اخبارات میں بھی غلط اور بے بنیاد الزامات جھوٹے اتہامات اور خود ساختہ مکر و فریب کا جال بنا گیا اور یہ سب کچھ افسانوی داستانوں کا دودھاری پروپیگنڈا ہی تھا جس کے سہارے مکر و فریب کی یہ مہم اخبارات کے ذریعہ چلا کر مجلس احرار اسلام کو بدنام کیا جا رہا تھا۔ مجلس احرار اسلام کو حکومت مخالف ہونے کے باعث اخبار کے ڈیکلریشن سے محروم کر دیا گیا۔ جماعت اخبار نہیں نکال سکتی تھی اور دوسرے اخبار جماعت کے تردیدی بیانات کوشائع کرنے کیلئے بوجوہ تیار نہ تھے!

اس لئے کسی نہ کسی طرح روزنامہ مجاھد کا ڈیکلریشن حاصل کیا گیا اور اس نازک وقت میں بھی "مجاھد" کا چیف ایڈیٹر ماسٹر تاج الدین انصاری کو مقرر کیا گیا۔ ماسٹر جی نے صرف ایک ہفتہ کے اندر تمام جھوٹ کے پلندوں کے بخئیے ادھیڑ دیئے اور مولانا ظفر علی خاں کے اخبار زمیندار کے جھوٹ کو ایسا طشت ازبام کیا کہ روزنامہ زمیندار کا ایسا ناطقہ بند کیا کہ مولانا ظفر علی خاں کے فرزند دلبند اختر علی خاں کو معاھدہ کر کے اپنے زمیندار اخبار میں شائع کرنا پڑا کہ زمیندار اخبار میں جو کچھ احرار کے متعلق چھپتا رہا ہے سب جھوٹ تھا اور آئندہ کوئی ایسا افسانہ شائع نہیں ہوگا۔ انہیں تمام جھوٹا پروپیگنڈا بند کرنے کا اعلان کر کے اپنی جان چھڑانا پڑی! یہ کامیابی بھی ماسٹر تاج الدین انصاری کے توسط سے ہی روزنامہ مجاہد کے ذریعہ اور ماسٹر جی کی ذہانت ہی سے حاصل ہوئی!

اب انہیں ڈھونڈ چراغِ رخِ زیبا لیکر

امرتسر ہندوستان کا وہ تاریخی اور انقلابی شہر تھا۔ جس کو ۱۹۱۴ء میں تمام سیاسی جماعتوں نے اپنے سالانہ اجلاسوں کے لئے منتخب کیا تھا۔ یہی وہ شہر ہے جہاں جنرل ڈائر نے بے گناہ اور نہتے ہزارہا انسانوں کو محض اس لئے مشین گن کی گولیوں سے بھون دیا تھا کہ وہ انقلاب زندہ باد کا نعرہ لگا کر آزادی کے طلبگار تھے۔ اسی شہر امرتسر میں ہندو، مسلم، سکھ (معاشرتی) اتحاد کو دیکھ کر انگریزی حکومت کے اوسان خطا ہو گئے تھے۔ اور اتحاد کا یہ عالم تھا کہ من و تو کا تصور ہی ختم ہو گیا۔ تمام ہندو، مسلم اور سکھ ایک پیالے سے پانی پی کر اپنی یک جہتی کا عملی مظاہرہ کر رہے تھے دیکھ کر انگریز حکومت کو اپنا چل چلاؤ نظر آنے لگا۔ مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی مرحومین بھی تحریک خلافت کے سلسلہ میں جیل کی سزا کاٹ کر سیدھے امرتسر پہنچے۔ جہاں کانگریس، مسلم لیگ اور جمیعت العلماء ہند کا مشترکہ اجلاس ہو رہا تھا۔ یہاں دونوں حضرات کا ہندو مسلم اور سکھوں نے مشترکہ جلوس کے ذریعہ اتنا زبردست اور تاریخی استقبال کیا کہ اس خیر مقدمی جلوس نے انگریز حکومت کو لرزاؤ اور حکومت کرو کی رسوائے زمانہ پالیسی کو سختی سے نافذ کرنے ہی میں اپنی حکومت کی بقا نظر آئی!

آج ہم صرف عظمتِ رفتگانِ امرتسر کو یاد کر کے آہیں ہی بھر سکتے ہیں۔ برادرم صومعی کاشمیری نے

اس ضمن میں کیا خوب کہا ہے!

یاد آتی ہے شانِ امرت سر
عظمتِ رفتگانِ امرت سر
آہ وہ عالمانِ حق آگاہ
آہ وہ فاضلانِ امرت سر
وہ غلامانِ خواجۂ کونین
وہ جواں غازیانِ امرت سر
ہائے وہ شمعِ حق کے پروانے
ہائے وہ ساکنانِ امرت سر

شیخ حسام الدین اسی امرتسر کے روَساء میں سے تھے اور مجلس احرار اسلام کے بانی رہنما تھے۔ سرخ و سفید رنگ، مناسب قد، صاف ستھرا کھدر کا لباس اور کھدر ہی کی ٹوپی اور شیروانی زیب تن کرتے! اللہ تعالیٰ نے با رعب اور دل آویز شکل و صورت سے نوازا تھا۔ آواز میں ایسا دبدبہ اور طنطنہ تھا کہ حکمرانوں کے دل دہل جاتے۔ اسٹیج پر شیر کی طرح گرجتے اور باز کی طرح جھپٹتے۔ انکے جوش و جذبہ سے بڑے بڑوں کا پتہ پانی ہو جاتا۔ بادِ مخالف اور ہوائے تند کے باوجود اپنا پرچم جواں مردی، جرأت اور بہادری لہراتے ہوئے جانبِ منزل رواں رہتے!

۱۹۳۹ء میں جب انگریز دوسری جنگ عظیم میں الجھ گیا تو مجلس احرار اسلام نے ملک کو انگریز کی غلامی سے نجات دلانے کے لئے فوجی بھرتی کے خلاف سب سے پہلے علم بغاوت بلند کیا اور ایک ملک گیر منظم تحریک چلانے کا اعلان کر کے تمام سیاسی پارٹیوں کے رہنماؤں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ جس سے مجلس احرار اسلام نے ایک دفعہ پھر اپنی جرأت و بہادری کے جھنڈے گاڑ دیئے اور انگریز دشمنی میں ہندوستان بھر میں گویا سبقت لے گئی! یہ امر باعثِ حیرت ہے کہ کانگریس، مسلم لیگ، جمیعت علماء ہند اور دیگر سیاسی جماعتیں چپ تھیں اور مجلس احرار اسلام تنہا "فوجی بھرتی بائیکات" کی تحریک چلا رہی تھی۔ یہ تحریک ہندوستان بھر کے عوام کی آواز بن گئی ہزاروں احرار کارکن جیلوں میں بند کر دیئے گئے۔

بعد از خرابیٔ بسیار کانگرس اور دیگر پارٹیوں نے بھی مجلس احرار اسلام کی پیروی کی!

لیکن یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

جب امرتسر میں آل انڈیا مجلس احرار اسلام کے مرکزی اجلاس میں شیخ حسام الدین مرحوم و مغفور نے فوجی بھرتی کے خلاف ریزولیوشن پیش کیا تو چودھری افضل حق علیہ الرحمۃ نے اٹھ کر ناچنا شروع کر دیا۔ سب

حیران ہوئے کہ چودھری صاحب ایسا سنجیدہ اور متین آدمی اور یہ بچگانہ حرکت؟ استفسار پر بتایا کہ جنگ کا نتیجہ چاہے کچھ ہو، ہندوستان اب غلام نہیں رہ سکتا! چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اسی طرح وقت نے احرار کے ہر موقع اور صحیح اقدام پر مہر تصدیق ثبت کر دی!

یہ تحریک بھی مجلس احرار توڑ کر شیخ حسام الدین کی قیادت میں چلائی گئی!

۱۹۴۶ء میں جب وزارتی مشن لارڈ پیتھک لارنس کی سرکردگی میں کیبنٹ مشن پلان لیکر ہندوستان آیا تو اس نے کانگریس، مسلم لیگ اور دوسری سیاسی پارٹیوں کو قائل کرنے کے لئے دہلی میں ملاقات کی دعوت دی تو مسلم لیگ کے مسلم جماعتوں کے نمائندوں نے احرار رہنما شیخ حسام الدین کی قیادت میں ملاقات کی تھی! انہی ایام میں مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام دہلی میں وہ تاریخی جلسۂ عام منعقد ہوا۔ جس میں پانچ لاکھ سے زائد مسلمانوں نے شرکت کی۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے دہلی میں تاریخی اور آخری خطاب کیا جس کو سننے کے لئے لارڈ پیتھک لارنس، پنڈت جواہر لعل نہرو اور مولانا ابوالکلام آزاد تشریف لائے اور حضرت امیر شریعت کے سحر خطابت کو داد تحسین دیکر گئے! ہندوستان میں مجلس احرار کے اس تاریخی اور عظیم جلسۂ عام کے سٹیج سیکرٹری بھی شیخ حسام الدین ہی تھے۔ قیام پاکستان سے قبل امرتسری میونسپلٹی کے آخری مسلمان پریذیڈنٹ بھی آپ ہی تھے اور قیام پاکستان تک اس عہدہ پر فائز رہے! آل انڈیا موٹر ٹرانسپورٹ یونین کے مرکزی صدر بھی آپ ہی تھے۔ پرائیویٹ موٹر ٹرانسپورٹ کی اصلاح کے لئے آپ نے بہت کام کیا۔ انفرادی ٹرانسپورٹروں کو۔ کواپریٹو سوسائیٹوں سے منسلک کر کے ایک نظم و ضبط قائم کیا جس سے پبلک کو بھی بہت فائدہ ہوا۔ افسوس کہ بھٹو دور میں اسکا تانا بانا بکھیر دیا گیا اور اب ٹرانسپوٹر حکومت سے نالاں اور پبلک ٹرانسپوٹروں سے تنگ ہے!

قیام پاکستان کے بعد امرتسر سے لاہور آگئے۔ کافی شہری جائداد چھوڑ کر آنے کے باوجود گوالمنڈی میں ایک ہندو دوست نے جاتے وقت جو مکان دیا تھا، آخر وقت تک صبر شکر کے ساتھ اپنے خاندان کے ہمراہ اسی میں گذر بسر کی۔

ہندوستان کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لعل ہندو نے پیغام بھیجا کہ آپ واپس ہندوستان آجائیں مرکزی وزارت آپکی منتظر ہے لیکن شیخ صاحب نے شاہ جی اور دوسرے رفقاء کے مشورہ کے بعد پنڈت کی پیش کش کو ٹھکرا دیا۔ کچھ عرصہ بعد مسز آرونا آصف علی جو مغویہ خواتین کے انخلاء کے سلسلہ میں آتی جاتی رہتی تھیں کے ذریعہ پنڈت نہرو نے دوبارہ پیش کش کی کہ اگر آپ ہندوستان نہیں آنا چاہتے تو مصر چلے جائیں۔ اور ہم دہلی سے مصر کی حکومت کو کاغذات بھیج دیتے ہیں کہ آپکو ہندوستان کا سفیر مقرر کیا جاتا ہے۔ لیکن اس جانباز مجاہد نے اس عزت افزائی کو بھی بے نیازی سے ٹھکرا کر اپنی انا کو قائم رکھا افسوس کہ اپنوں نے آزادی کے لئے قربانیوں کا صلہ قید، نظر بندی اور زبان بندی کی صعوبتوں کی صورت میں دیا۔

کوآپریٹو سوسائیٹوں کے سرمایہ میں جو مسلمانوں کا حصہ تھا اور ہندوستان میں رہ گیا تھا اس کی بازیابی کے لئے سرکاری سطح پر کئی وفد گئے اور آئے لیکن ناکامی سے دوچار ہوئے۔ جب کوئی صورت بنتی نظر نہ آئی تو حکومت نے مجبوراً جناب شیخ کی چوکھٹ پر سجدہ ریز ہو کر پاکستانی وفد کی قیادت کی درخواست کی جو اس مرد جری نے ملکی مفاد کے پیش نظر منظور کر کے لاکھوں روپیہ ہندوستان سے واپس دلوایا۔ مجلس احرار اسلام کے سٹیج پر جناب شیخ حسام الدین کو ضیغم احرار کے خطاب سے پکارا جاتا۔ وہ لتنے بہادر۔ نڈر۔ اور بے خوف رہنما تھے کہ ضیغم ملت اور ضیغم اسلام کہلوانے کے یقیناً حقدار بھی تھے کیونکہ تحفظ ناموس رسالت ﷺ اور آزادیٔ وطن کی راہ میں اگر طوفان بھی سدِ راہ ہوئے تو اس کا رخ موڑ دیا۔ آندھیاں آئیں تو ان کو راستہ بدلنے پر مجبور کر دیا۔ زلزلوں کے جھٹکے اور بادِ مرمر کے تھپیڑے انہیں صحیح کو صحیح اور غلط کو غلط کہنے سے نہ روک سکے۔ انہوں نے حق اور سچائی کے پرچم کو کسی جگہ بھی چاہے وہ جلسۂ عام ہو، عدالت کا کٹہرا ہو یا حکمرانوں کے دربار ہوں سرنگوں نہ ہونے دیا۔ اس لئے ان کو کئی سال جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں قربان کرنے پڑے۔ مجلس احرار اسلام کے قیام سے لیکر پیامِ اجل کے آنے تک مجلس احرار اسلام سے وابستہ رہے! رحلت کے وقت وہ مجلس احرار اسلام کے مرکزی صدر تھے!

قارئین محترم! ذیل میں انکی حق گوئی و بے باکی کا ایک واقعہ تحریر کیا جاتا ہے! جسے پڑھکر آپ اپنے ایمان کو تازہ کریں اور احرار اکابر کے لئے دعاء مغفرت کیجئے۔ اللہ آپکا حامی و ناصر ہو۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ انکو
ید بیضاء لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

یادش بخیر سکندر مرزا ملک کے صدر بنے بیٹھے ہیں حسین شہید سہروردی وزیراعظم پاکستان کا دورِ حکومت ہے مغربی پاکستان میں ڈاکٹر خان صاحب وزیراعلیٰ ہیں!

نہیں معلوم اندر خانہ سہروردی صاحب اور سکندر مرزا کے درمیان کیا بات تھی تاہم سہروردی صاحب نے ماسٹر تاج الدین انصاری اور شیخ حسام الدین صاحبان سے کہا کہ سکندر مرزا (صدر مملکت) کو مجلس احرار اسلام کے بارہ میں غلط فہمی ہے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ اس کا ذہن صاف ہو جائے! لہذا آپ کی اس سے ملاقات مفید ثابت ہو گی! غرض کہ ماسٹر تاج الدین انصاری اور شیخ حسام الدین صاحبان سکندر مرزا سے ملاقات کے لئے گورنر ہاؤس لاہور چلے گئے اور سہروردی صاحب کی معیت میں اندر جا کر بیٹھ گئے۔ سکندر مرزا اپنے صدارتی جاہ و جلال کے ساتھ کمرے سے برآمد ہوا۔ اور شاہانہ بے نیازی کے ساتھ فردوکش ہو گیا۔ ڈاکٹر خان صاحب وزیراعلیٰ صوبہ مغربی پاکستان ہمراہ تھے۔ سہروردی صاحب نے مرزا صاحب سے کہا کہ دونوں احرار رہنما، شیخ صاحب اور ماسٹر جی آئے ہیں ان سے ملیئے!

مرزا نے حقارت سے جواب دیا۔ احرار "پاکستان کے غدار ہیں" ماسٹر جی ٹھنڈی طبیعت کے آدمی تھے

کہنے لگے۔ غدار ہیں تو پھانسی پر لٹکا دیجئے۔ لیکن الزام کا ثبوت ہونا چاہئیے۔ سکندر مرزا نے اسی رعونت سے جواب دیا۔ "بس میں نے کہہ دیا کہ احرار غدار ہیں" ماسٹر جی نے تحمل کا رشتہ نہ چھوڑا لیکن مرزا صاحب نے سرکش گھوڑے کی طرح پٹھے پر ہاتھ ہی نہ دھرنے دیا۔ وہی ژاژ خائی "بس احرار غدار ہیں"!

شیخ صاحب نے غصہ میں کروٹ لی اور مرزا صاحب سے پوچھا کیا کہا آپ نے؟

مرزا صاحب، میں نے!

شیخ صاحب، جی ہاں!

"احرا پاکستان کے غدار ہیں"! مرزا نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔

شیخ صاحب کہاں رکتے۔ گورنمنٹ ہاؤس، گورنر موجود، وزیر اعلیٰ موجود، وزیر اعظم موجود، صدر مملکت کی بارگاہ؟ فوراً جواب دیا۔

"احرار غدار ہیں کہ نہیں، اس کا فیصلہ ابھی تاریخ کرے گی۔ تمہارا فیصلہ تاریخ کر چکی ہے کہ

"تم غدار ابنِ غدار ہو

تمہارے جدّ امجد میر جعفر نے نواب سراج الدّولہ سے غدّاری کی تھی اور تم اسلام کے غدار ہو"۔

اس پر ڈاکٹر خان صاحب نے فوراً شیخ صاحب مرحوم کو آغوش میں لے لیا اور سکندر مرزا کو پشتو میں کہا۔ میں نے تمہیں پہلے ہی کہہ دیا تھا۔ کہ ان لوگوں کے ساتھ شریفانہ لہجہ میں گفتگو کرنا۔ یہ بڑے بے ڈھب کے لوگ ہیں۔ انہوں نے تمہارے باوا انگریز کو معاف نہیں کیا۔ سہروردی حیران گن آنکھوں سے شیخ صاحب کو دیکھ رہے تھے (ماسٹر جی کا اپنا بیان ہے کہ میں دل ہی دل میں "جل تو جلال تو" پڑھ رہا تھا) لیکن شیر کی ایک ہی دھاڑ سے بلی سپر انداز ہو چکی تھی! یکایک سکندر مرزا کا لہجہ تبدیل ہو چکا تھا! (ماخوذ از چٹان)

جرأت و مردانگی کی تمام تصاویر یکے بعد دیگرے ختم ہوتی گئیں اور... اکّا دکّا رہ گئے ہیں جو تیار بیٹھے ہیں،

پیدا کہاں ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ
شاید کہ تم کو میر سے صحبت نہیں رہی

وقعہ کربلا اور اس کا پسِ منظر

مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی

ایک نئے مطالعے کی روشنی میں

تحقیق کی دنیا میں علماء اور دانشوروں سے دادو تحسین وصول کرنے والی
نہایت متوازن اور مسلکِ حق کی ترجمان کتاب

قیمت 150روپے

بخاری اکیڈمی مہربان کالونی ملتان۔

بہت دیر کی مہرباں آتے آتے !

کوئی شخص بھی اپنے ناگزیر ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ دوام صرف خدائے بزرگ و برتر کی ذات مقدس اور کلام پاک کو ہے۔ باقی سب کچھ فنا ہو جانے والا ہے۔ صدیوں پہلے بھی اس دنیا میں بڑے بڑے فلسفی، مفکر، شاعر اور دانشور پیدا ہوئے ہوں گے جن کے نام و نشان سے یہ دنیا ناآشنا ہے اور صدیوں بعد اس دور کے فنکاروں، قلمکاروں، مفکرین اور مقررین کے ساتھ بھی یہی ہونے والا ہے۔ جیسے جیسے دنیا کے حالات بدلتے ہیں اس کے تقاضے بھی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ لوگوں کی سوچ اور نقطہ ہائے نگاہ میں یکسر تبدیلی آجاتی ہے۔ جن لوگوں نے غیر سطحی کام کیا ہوتا ہے وہ کچھ عرصہ مر کر بھی زندہ رہتے ہیں۔ بعد میں لوگ انہیں بھی فراموش کر دیتے ہیں۔ اور جن لوگوں کا اندازِ فکر سطحی اور گہرائی و گیرائی سے ماورا ہوتا ہے لوگ انہیں انکی زندگی میں ہی زیادہ پذیرائی نہیں بخشتے۔

ابھی زیادہ دور اور دیر کی بات نہیں ہے۔ مجلس احرار اسلام کے پاس بہترین مقررین اور لکھاریوں کا ایک انبوہِ کثیر تھا۔ ہر مقرر اور ادیب اپنی ذات میں ایک انجمن تھا۔ جس نے جو لکھا خوب لکھا۔ دنیا سے اپنا لوہا منوایا۔ بالآخر سب یکے بعد دیگرے اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوتے چلے گئے۔ پھر قحط الرجال کا زمانہ آیا۔ اس زمانہ میں مجلس احرار کا بچا کھچا سرمایہ قیام پاکستان کی وجہ سے تتر بتر ہو گیا۔ حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی نے جب تک وفا کی، "بعض" لوگوں نے ان کے خوف و دبدبے، خلوص و محبت اور اپنی بے بضاعتی کی وجہ سے ان کا ساتھ دیا۔ جب شاہ جی اس دنیا سے رخصت ہوئے تو انہوں نے فوراً اپنی وفاداریاں تبدیل کر لیں۔ کچھ حکومت میں چلے گئے اور کچھ اپوزیشن میں اور وہ جو شاہ جی کا مقصد حیات تھا اسے یکسر فراموش کر ڈالا۔ اس دور نے سیاست کے معنیٰ تبدیل کر ڈالے ہیں۔ اب سیاست میں مفادات نے کلیدی حیثیت اختیار کر لی ہے۔ ماں بیٹی کی نہیں اور بہن بھائی کی نہیں رہی۔ تو "بعض" لوگ شاہ جی کا مشن کیسے جاری رکھتے؟ لیکن کچھ دیوانے، وفا شعار اور احرار جگر دار باقی تھے جو شمع احرار کو بہر صورت روشن رکھنے کا عزم کئے ہوئے تھے۔ وہ شاہ جی کے مشن پر مر مٹنا چاہتے تھے۔

شاہ جی کی اولاد پر ہر طرف سے تیر چلائے گئے۔ قصور ان کا صرف یہ تھا کہ وہ دنیاوی لہو و لعب میں پڑنے کی بجائے باقیات احرار اور وفادارانِ احرار کی معیت میں مجلس احرار اسلام کے بنیادی مقاصد کو لے کر چلنا چاہتے تھے۔ جانشینِ امیر شریعت حضرت سید ابوذر بخاری نے دل شکستہ احرار کارکنوں کو جوڑا، اور ایک اجڑے ہوئے قافلہ کی شیرازہ بندی کر کے نئے سرے سے مرتب کر دیا۔

عربوں کے تیل نے تو ہماری دنیا اور آخرت دونوں ہی تباہ کر دی ہیں، دولت کی ریل پیل، جدید

ترین آسائیشوں اور تعمیرات نے ایسا انقلاب برپا کیا کہ مولوی بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔
مولوی نے ان آسائشوں کے حصول کے لئے دین و سیاست دونوں میں دغا بازی شروع کر دی۔ آپ خود گواہ ہیں کہ کچھ مولوی زادے اس دور کے امیر ترین لوگ ہیں۔ امیر ہونا کوئی جرم نہیں لیکن یہ مولوی کا منصب نہیں کہ وہ دین و سیاست میں خیانت کر کے دولت کمائے۔ اور اپنا فرض منصبی ادا کرنے کی بجائے وہ خود ان حرام کاریوں میں ملوث ہو جائے جو ایک دنیا کو جہنم کی طرف کشاں کشاں لئے جا رہی ہیں۔
شاہ جی کی رحلت کے بعد ان کی محبت کا دم بھرنے والے بعض لوگ ملکی سیاست میں کھل کے کھیلے۔ اور کچھ سادہ لوگ اپنی سادگی کی وجہ سے ان کے ساتھ ہو لئے۔ وہ کماتے رہے اور یہ ان کا منہ دیکھتے رہے اور اسی میں خوش رہے۔ اس معاملے سے ہمیں کچھ لینا دینا نہیں ہے۔ ہر آدمی کے اپنے اعمال ہیں جنکا ان کو جواب دینا ہے مگر افسوس کی بات تو یہ ہے کہ وہ ان لوگوں کی آواز میں آواز ملا کر ہر وہ غلط کام کرتے رہے جو انکی بلکہ شاہ جی کی بدنامی کا باعث بنتا رہا۔
سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ نے بعض علماء کے اس دنیا دارانہ رویہ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی تو ان لوگوں نے ان کے خلاف ایک متحدہ محاذ بنا لیا اور ایسا ایسا پروپیگنڈہ کیا کہ ناطقہ سر بگریبان ہو گیا۔ لیکن سید ابوذر بخاری نے جانشین امیر شریعت ہونے کا حق ادا کر دیا اور تادمِ آخر ان سے ہار نہ مانی وہ اکیلے رہ گئے۔ ان میں سے کوئی ان کے ساتھ ملنے کو تیار نہ تھا لیکن سید ابوذر بخاری نے ہار نہ مانی۔ حتیٰ کہ وہ اس دارِ فانی سے فردوس بریں کی طرف کوچ کر گئے۔
حضرت سید ابوذر بخاری ہی کے بقول میرا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ میں نے باقیات احرار کو بعض تقدس مابوں کی کلوخ برداری سے ہمیشہ کے لئے منع کر دیا ہے اور میں شش جہات میں احرار کے سوا کسی کو درخور اعتناء نہیں سمجھتا تقدس مابوں نے سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ کو اس جرم کی سزا دینے اور انہیں تنہا کرنے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی مگر انہیں منہ کی کھانی پڑی۔ ابوذر جیت گیا، وہ ہار گئے۔ سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ کا ترتیب دیا ہوا قافلۂ احرار آج بھی رواں دواں ہے۔ محاسبۂ مرزائیت و رافضیت کے محاذ پر دادِ شجاعت دے رہا ہے۔
ایک مدت بعید کے بعد میں نے سید امین گیلانی صاحب کے احمد فراز کی لغویات کے خلاف نقیب ختم نبوت میں نظم پڑھی تو دل نے چاہا کہ میں ادارہ نقیب ختم نبوت کو گیلانی صاحب کی واپسی پر مبارک باد دوں۔ اگرچہ انہوں نے آنے میں بہت دیر کر دی۔ لیکن دیر آید درست آید کے مصداق ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں اور توقع کرتے ہیں کہ اب ماہنامہ نقیب ختم نبوت میں ان کا کلام باقاعدگی کے ساتھ پڑھنے کو ملا کرے گا۔

زبان میری ہے بات ان کی

★ مجھے پاکستان چھوڑنے پر مجبور کیا جارہا ہے۔ (غنویٰ بھٹو)
چھوڑ ہی دیں تو بہتر ہے۔

★ عمران خان کی بہت سی عادات "دختر مشرق" سے ملتی ہیں۔ (جرمن اخبار)
مثلاً خالی خولی باتوں کا خول!

★ میری طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں۔ (بے نظیر)
"وہی عوام! جو آپ کے ہاتھوں پٹ رہے ہیں"

★ مغلیہ دور میں بادشاہ مولوی سے اپنی مرضی کے فتوے لے لیتے تھے۔ (عاصمہ جہانگیر)
عاصمہ جہانگیر ڈالر کے لئے کام کرتی ہے۔ (بشپ)

★ اپوزیشن نے چٹھہ کو وزیراعظم قبول نہیں کیا۔ (اجمل خٹک)
ایسے لوگوں کو تو قبر بھی قبول نہیں کرتی۔

★ قاضی اور نواز شریف سے اتحاد نہیں ہوگا۔ (عمران خان)
نیویارک سے واپسی پر جیوش کانفرنس کا آموختہ!

★ ۸۰٪ افسروں کے بچے بیرون ملک تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ۴۰٪ نے بیرون ملک سرمایہ بھی محفوظ کر رکھا ہے (ایک خبر)
پاکستان میں افسر جنگلی چوہوں کی طرح پل رہے ہیں۔

★ وڈیروں کی نجی جیلوں میں ۱۰ لاکھ ہاری قید ہیں۔ عورتوں پر جنسی تشدد کیا جاتا ہے۔ (ایک خبر)
اسی ظلم و تشدد کے دور کو لوگ مہذب دور کہتے ہیں۔

★ وزیر خارجہ آصف احمد علی نیویارک کے ہسپتال میں داخل ہوگئے (ایک خبر)
اللہ کرے! داخل ہی رہیں۔ بہت سہولتیں ہیں۔

★ طالبان طالبات تک پہنچ گئے ہیں۔ (نورانی)
طنز کو بھی ایک سلیقہ چاہئیے!

★ مرزا مسلم بیگ چنیوٹ آئیں گے (ایک خبر)
لال بستی کب آئیں گے؟

★ سعودی عرب میں امام مہدی کا ظہور ہونے والا ہے۔ (ڈاکٹر اسرار احمد)
سعودی حکومت اپنے ملک میں ڈاکٹر صاحب کے داخلے پر پابندی لگا دے

★ چٹھہ کے آنے سے صرف سرخی پاؤڈر کی تبدیلی آئے گی (قاضی حسین احمد)
رنگ رلیوں میں تو کوئی فرق نہیں۔

★ مرتضیٰ بھن کی حکومت میں قتل ہوا اور بے نظیر قاتلوں کا پتہ عوام سے پوچھتی ہیں۔ (راؤ رشید)
اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا!
★ سنا ہے تم بھی "اِن ہاؤس" تبدیلی کے چکروں میں ہو (ایک افسر سے بیوی کا گلہ)
"حالانکہ میں تمہیں لاکھ روپیہ ماہانہ کما کر دیتی ہوں"
★ شریعت کے نفاذ سے ہمیں کوئی نقصان نہ ہوگا۔ (چیف بشپ چرچز پاکستان)
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے
★ اساتذہ کو تقرری تبادلہ کے لئے رشوت دینا پڑتی ہے۔ (صدر لغاری)
ملک کی تباہی، صدر کی گواہی!
★ آصف زرداری نری بیماری ہے (عمران خان)
انجام اس کا ذلت و خواری ہے۔
★ اقتدار میں آکر اسلامی نظام نافذ کریں گے (چودھری شجاعت)
سود پر پابندی کے خلاف اپیل تو اب تک واپس نہیں لی۔
★ مونچھیں صاف کروانے کے بعد ایک نیا زرداری سامنے آیا ہے (زرداری)
ملک توڑنے کے بعد ذوالفقار علی بھٹو نے بھی کہا تھا۔ "ایک نیا پاکستان سامنے آیا ہے"
★ اعلیٰ پولیس افسر جرائم پیشہ افراد کی پشت پناہی کرتے ہیں۔ (خفیہ اداروں کی رپورٹ)
محکمہ پولیس ختم کر دیا جائے۔ آدھے جرائم ختم ہو جائیں گے۔
★ پیپلز پارٹی میں کارکن کی کوئی شنوائی نہیں۔ (فخر زمان)
"زمانے" کے گدھو! تمہاری مساوات کہاں گئی؟

★ مرتضےٰ میرا محافظ تھا۔ (بے نظیر) ★ عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے۔

★ جس ملک کی وزیر اعظم کا شوہر (مسٹر ۳۰ پرسنٹ) ہو وہ خاک ترقی کرے گا (قاضی حسین احمد)
اور وزیر اعظم پروں پر پانی نہیں پڑنے دیتیں!
★ حکمرانوں نے کرپشن کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ (مولانا فضل الرحمن، نوائے وقت: ۴ نومبر ۱۹۹۶)
خوچہ تم اسی لئے حکمرانوں کے ساتھ ہو۔
★ صدر فاروق احمد لغاری نے قومی اسمبلی توڑ دی، بے نظیر حکومت ختم۔ (نوائے وقت ۵ نومبر ۱۹۹۶)
فضل الرحمن اور نصر اللہ ---- کیہڑے پاسے جاون، تے منجی کتھے ڈاون
★ بے نظیر نے جمعیت علماء اسلام کے جنرل سیکرٹری مولانا عبدالغفور حیدری کو مسجد فنڈ میں ۲۴ لاکھ روپے کا چیک پیش کیا۔ (جنگ ۲۸ اکتوبر)
ڈیزل فنڈ کا جو لوگوں کو پتہ چل گیا تھا، اب مسجد فنڈ ہی چلے گا

مولانا محمد صادق سیالکوٹی

ماں کا رتبہ اسلام کی نظر میں

مرسلہ: حسین احمد قریشی (بھوئی گاڑ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے نیک سلوک اور حسن معاملت کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ حضور انور ﷺ نے فرمایا تمہاری والدہ۔

اس نے پھر پوچھا۔ حضور اس کے بعد پھر کون زیادہ مستحق ہے؟ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا تمہاری والدہ۔

اس نے تیسری بار دریافت کیا۔ حضور! پھر کون؟ سرور کائنات ﷺ نے جواب دیا تمہاری والدہ۔

چوتھی بار اس نے عرض کیا حضور! والدہ کے بعد پھر کون زیادہ مستحق ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ پھر تمہارا والد۔ (بخاری شریف)

اس فرمان نبوی ﷺ سے ثابت ہوا کہ والدہ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا درجہ بہت بلند ہے۔ والد کے ساتھ نیکی کرنا چوتھے درجہ پر رکھا گیا ہے۔ گویا والدہ بہ مقابلہ والد کے تین گنا زیادہ احسان کی حق دار ہے۔ البتہ والدہ کی یہ حیثیت حسن سلوک کے لحاظ سے ہے۔ اطاعت اور فرمانبرداری میں باپ کو برتری حاصل ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جنت تمہاری ماؤں کے قدموں میں ہے۔ (کنزالعمال)

مطلب یہ ہے کہ ماں کی خدمت اور اس سے نیک سلوک کرنے پر اللہ تعالیٰ ضرور اپنے فضل سے جنت دے گا۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ میری والدہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ پاک میں میرے پاس آئیں اور ہنوز وہ مشرکہ تھیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا۔ حضور! میری والدہ محبت کے جذبات کے تحت میرے پاس آئی ہیں۔ کیا میں صلہ رحمی کی صورت میں ان سے نیک سلوک کر سکتی ہوں۔ (جب کہ وہ مشرکہ ہیں) رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا۔ ہاں اپنی والدہ سے ضرور نیک برتاؤ سے پیش آؤ۔ (بخاری شریف)

حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لوگو! اللہ تعالیٰ نے ماؤں کی نافرمانی کرنا اور ان کی حق تلفی کرنا تم پر حرام کر دیا ہے کہ تم اپنی ذمہ

داریوں کی ادائیگی سے پہلو تہی کرو اور ساتھ ہی ناجائز مطالبات کرو۔ (صحیح مسلم)

ہزاروں سال بعد:

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"عنقریب تم اس ملک (مصر) کو فتح کرو گے۔ جہاں پیمانہ قیراط مروج ہے۔ اس ملک کے لوگوں سے ضرور نیک سلوک کرنا۔ کیونکہ ان لوگوں کا ہم پر ایک حق ہے۔ جس کی وجہ سے ان کی صلہ رحمی ہم پر واجب ہے (صحیح مسلم)

اس حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے ہزاروں سال پہلے کے والدہ کے رشتہ کو یاد دلایا۔ وہ رشتہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی حضرت ہاجرہ علیہا مصر کی رہنے والی تھیں اور تمام عرب (اور خود حضور انور ﷺ) حضرت ہاجرہ کے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں اس لئے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا کہ ملک مصر فتح کرنے کے بعد اہل مصر سے حسن سلوک سے پیش آنا، اپنی والدہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی صلہ رحمی کا حق ادا کرنا۔

حضرت ابو طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ (ایک دفعہ) مقام جعرانہ پر گوشت تقسیم کر رہے تھے۔ میں ان دنوں نوجوان تھا اور اونٹ کے گوشت کا ایک ٹکڑا لئے جا رہا تھا کہ ایک عورت وہاں آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھتے ہی اس کے پاس بیٹھنے کے لئے اپنی چادر بچھا دی۔ میں نے (لوگوں سے) پوچھا۔ یہ خاتون کون ہیں۔ جن کا حضور انور ﷺ نے اتنا اعزاز و اکرام کیا ہے۔ کسی نے بتایا (تم انہیں نہیں جانتے) کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی رضاعی والدہ ہیں۔ جنہوں نے حضور ﷺ کو بچپن میں دودھ پلایا تھا۔ (ادب المفرد)

والدہ کی طرف سے حج:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ جہنیہ کی ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ حضور میری والدہ نے نذر مانی تھی کہ وہ حج کریں گی لیکن وہ بغیر حج کے فوت ہو گئی ہیں۔ آپ فرمائیں کیا میں (اپنی مرحومہ) والدہ کی طرف سے نذر مانا ہوا حج کر سکتی ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں، اپنی والدہ کی طرف سے ضرور حج کرو۔ کیا تمہاری والدہ نے قرض دینا ہوتا تو تم ادا نہ کرتیں؟ (حضور ضرور کرتی) پھر اللہ کا قرض (نذر) کی ادائیگی کا زیادہ حق ہے۔ (بخاری شریف)

اس حدیث شریف سے جہاں والدین کے قرضوں کی ادائیگی کا حکم نکلتا ہے وہاں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نذر دوسری عبادتوں کی طرح مالی عبادت ہے جو صرف اللہ ہی کا حق ہے۔ پھر جو کوئی غیر اللہ کی نذر نیاز مانتا ہے اور عبادت میں غیر اللہ کو شریک کرتا ہے۔ کتب فقہ میں غیر اللہ کی نذر ماننی حرام ہے۔

(بقیہ ص ۴۰ پر دیکھیں)

تصنادات مرزا قادیانی

دابتہ الارض امام مہدی اور دجال کے متعلق تضاد بیانی

تصویر کا پہلا رخ

۱۔ میرا یہ دعوی نہیں ہے کہ میں وہ مہدی ہوں جو مصداق من ولد فاطمۃ ومن عترتی وغیرہ ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ ص۱۸۵/ج۵)

یعنی مرزا اہلبیت میں سے نہیں ہے۔

☆

۲۔ پھر دجال ایک اور قوم کی طرف جائے گا اور اپنی الوہیت کی طرف ان کو دعوت دے گا۔

(ازالہ اوہام ص۲۰۸/ج۱)

☆

۳۔ پس اصل بات یہ ہے کہ دجال ایک شخص کا نام نہیں ہے۔

(تحفہ گولڑویہ ص۲۴۳)

☆

۴۔ ممکن ہے کہ دجال سے با اقبال قومیں مراد ہوں

(ازالہ اوہام ص۱۷۴)

☆

تصویر کا دوسرا رخ

میں خدا سے وحی پا کر کہتا ہوں کہ میں بنی فارس میں سے ہوں اور بموجب اس حدیث کے جو کنزالعمال میں درج ہے، بنی فارس بھی بنی اسرائیل اور اہلبیت میں سے ہیں اور حضرت فاطمہ علیہا السلام نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں

(ایک غلطی کا ازالہ ص۹، روحانی خزائن ص۲۱۳)

☆

دجال خدا نہیں کہلائے گا بلکہ خدا کا قائل ہو گا بلکہ بعض انبیاء کا بھی

(ازالہ اوہام ص۳۰۷، روحانی خزائن ص۴۹۳)

☆

ابن صیاد یہودی ہی دجال ہے

(ازالہ اوہام ص۹۴، روحانی خزائن ص۲۱۹)

☆

دجال پادری لوگ عیسائی ہیں

(ازالہ اوہام ص۲۰۶، روحانی خزائن ص۳۶۲، ۳۶۸)

☆

۵- دجال صناع لوگ اور کلوں کا کام کرنے والے لوگ ہیں

(کتاب البریہ ص ۲۴۴)

☆

۶- دجال دہریہ لوگ ہیں

(تحفہ گولڑویہ ص ۲۳۳)

☆

۷- دجال شیطان کا اسم اعظم ہے

(تحفہ گولڑویہ ص ۱۷۰، روحانی خزائن ص ۲۶۹)

☆

۸- اہل سنت والجماعت کا یہ مذہب ہے کہ امام مہدی فوت ہو گئے ہیں اور آخری زمانہ میں انہی کے نام پر ایک اور امام پیدا ہو گا لیکن محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں ہے

(ازالہ اوہام ص ۱۹۰، روحانی خزائن ص ۳۴۴)

☆

۹- اور حدیث کی کئی کتابوں سے بھی کھل گیا کہ یہ ایک پیش گوئی تھی کہ مہدی کی شہادت کے لئے اس کے ظہور کے وقت میں خسوف و کسوف ہو گا

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۴۸)

☆

۱۰- ایسا ہی دابتہ الارض یعنی وہ علماء و

دجال یورپ کے فلاسفہ ہیں

(کتاب البریہ ص ۲۴۴)

☆

دجال شیطان کا نام ہے۔

دجال جھوٹ کے حامی کو کہتے ہیں

(حقیقتہ الوحی ص ۳۱۳، روحانی خزائن ص ۳۲۶)

☆

لغت میں دجال جھوٹوں کے گروہ کو کہتے ہیں

(ازالہ اوہام ص ۳۶۲- ج ۲)

☆

آنحضرت ﷺ کئی مہدیوں کی خبر دیتے ہیں منجملہ ان کے وہ مہدی بھی ہے جس کا نام حدیث میں سلطانِ مشرق رکھا گیا ہے۔ جس کا ظہور ممالک مشرقیہ ہندوستان وغیرہ سے اور اصل وطن فارس سے ہونا ضروری ہے....... یہ بات بالکل ثابت شدہ اور یقینی ہے کہ صحاح ستہ میں کئی مہدیوں کا ذکر ہے

(نشان آسمانی ص ۹-۱۰، روحانی خزائن ص ۳۷۰)

☆

میرا اور میری جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اس قسم کی تمام حدیثیں جو امام مہدی کے آنے کے بارہ میں ہیں ہر گز قابل وثوق و قابل اعتبار نہیں ہیں

(حقیقتہ المہدی ص ۳)

☆

واذا وقع القول علیہم اخرجنا لهم

واعظین جو آسمانی قوت اپنے اندر نہیں رکھتے ابتداء سے چلے آتے ہیں لیکن قرآن کا مطلب یہ ہے کہ آخری زمانہ میں ان کی حد سے زیادہ کثرت ہو گی اور ان کے خروج سے مراد وہی ان کی کثرت ہے

(ازالہ اوہام ص ۳۷۳۔ ج ۳ در روحانی خزائن)

☆

۱۱۔ اب خلاصۂ کلام یہ ہے کہ یہی دابتہ الارض جو ان آیات میں مذکور ہے، جس کا مسیح موعود کے زمانہ میں ظاہر ہونا ابتداء سے مقرر ہے ۔ یہی وہ مختلف صورتوں کا جانور ہے جو مجھے عالم کشف میں نظر آیا اور دل میں ڈالا گیا کہ یہ طاعون کا کیڑا ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کا نام دابتہ الارض رکھا

(نزول المسیح ص ۳۹، روحانی خزائن ص ۴۱۶، ومثلہ لیکچر سیالکوٹ ص ۲۴۰)

☆

۱۲۔ دابتہ الارض کا معنی طاعون کے جراثیم کے علاوہ اور کچھ کرنا الحاد اور دجل ہے۔

(خلاصہ عبارت نزول مسیح ص ۴۲، روحانی خزائن ص ۴۱۸)

☆

دابہ من الارض یعنی جب ایسے دن آئیں گے جو کفار پر عذاب نازل ہو اور ان کا وقت مقدر قریب آجائے گا تو ہم ایک گروہ دابتہ الارض کا زمین سے نکالیں گے وہ گروہ متکلمین کا ہو گا جو اسلام کی حمایت میں تمام ادیان باطلہ پر حملہ کرے گا۔

(ازالہ اوہام ص ۳۷۰، ج ۳ در روحانی خزائن)

☆

بے شک دابتہ الارض سے مراد علماء سو ہیں جو اپنے قول سے رسول اور قرآن کے حق ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔ پھر برے عمل کرتے ہیں اور دجّال کی خدمت کرتے ہیں

(حمامتہ البشریٰ ص ۳۰۸ در روحانی خزائن)

☆

گیارہویں علامت دابتہ الارض کا ظہور میں آنا یعنی ایسے واعظوں کا بکثرت ہو جانا جن میں آسمانی نور ذرہ بھی نہیں

(شہادت القرآن ص ۲۵، روحانی خزائن ص ۳۲۱)

☆

یہاں مرزا نے خود ہی دابتہ الارض سے واعظ مراد لئے اور الحاد کا ارتکاب کیا

ع......... ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیئے

☆

متفرقات

تصویر کا پہلا رخ

۱- (بابا گورونانک کے بارے میں لکھا)

"ہم باوا صاحب کی کرامت کو اسی جگہ مانتے ہیں اور قبول کرتے ہیں کہ وہ چولہ انہیں غائب سے ملا اور قدرت کے ہاتھ نے ان پر قرآن شریف لکھ دیا"

(ست بچن ص ۶۸، روحانی خزائن ص ۱۹۲)

☆

۲- مرزا قادیانی کا ایک مرید تھا مولوی عبدالکریم۔ جب وہ شدید بیمار ہوا تو مرزا نے اس کی صحت یابی کا الہام سنایا کہ "تیری دعائیں قبول ہو گئی ہیں"۔

(اخبار الحکم ۲ ستمبر ۱۹۰۵ء، بحوالہ محمدی پاکٹ بک ص ۸۷)

☆

۳- (محمدی بیگم کے بارے میں الہام)

خواہ پہلے باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے یا خدا بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے آوے

(خلاصہ عبارت تبلیغ رسالت ص ۹ تا ۱۱، ج ۲)

☆

تصویر کا دوسرا رخ

"اسلام میں چچولے رکھنا اس زمانے میں فقیروں کی ایک رسم تھی، پس یہ بات بہت صحیح ہے کہ باوا صاحب کے مرشد نے جو مسلمان تھا، یہ چولاان کو دیا تھا"

(نزول المسیح ص ۲۰۵، روحانی خزائن ص ۵۸۳)

☆

خدا کی قدرت کہ مولوی عبدالکریم قادیانی، مرزا کے تمام ترالہامات کے باوجود فوت ہو گیا اور مولانا ثناء اللہ امرتسری نے اپنے رسالہ اہلحدیث ۸ فروری ۱۹۰۷ء میں لکھا کہ مرزا کے الہامات غلط ثابت ہوئے ہیں اور اسکا مرید فوت ہو گیا ہے تو مرزا قادیانی نے اس پر مولانا ثناء اللہ امرتسری کو خوب صلواتیں سنائیں اور اپنے صحت یابی والے الہامات سے انکار کر دیا۔

دیکھیں (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۲۶)

☆

اور ان میں سے وہ پیش گوئی جو مسلمان قوم سے تعلق رکھتی ہے بہت ہی عظیم الشان ہے۔ کیونکہ اس کے اجزاء یہ ہیں.....

(۴) وہ دختر بھی تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو

(شہادت القرآن ص ۸۰، ۸۱، روحانی خزائن ص ۳۷۶)

☆

۴۔ پھر تناسخ کا قائل ہونا اسی شخص کا کام ہے جو پرلے درجے کا جاہل ہو۔ جو اپنے کلاموں میں متناقض بیانوں کو جمع کر دے اور اس پر اطلاع نہ رکھے۔

(ست بچن ص ۲۹، روحانی خزائن ص ۱۴۱)

☆

۵۔ ایک سقہ مر گیا اسی دن اسکی شادی تھی۔ آپ نے فرمایا، مجھے خیال آیا قتل خیبتہ وزید هیبتہ جو وحی آئی تھی وہ اسی کی طرف اشارہ ہے۔

(اخبار البدر، نمبر ۵ جلد ۲، ۲۰ فروری ۱۹۰۳ء)
بحوالہ محمدی پاکٹ بک

☆

۶۔ ایک شخص جو کسی کے باپ کو گندی گالیاں دیتا ہے اور پھر چاہتا ہے کہ اسکا بیٹا اس سے خوش ہو، یہ کیونکر ہو سکتا ہے جو لوگ محض زبان سے صلح کے لئے زور دیتے ہیں ان کو چاہیئے صلح کے کام دکھلائیں۔ اے ہم وطن پیارو...... ہم ایک ہی ملک میں رہتے ہیں چاہیئے کہ باہم محبت کریں مگر یاد رکھو منافقانہ محبت نہیں ایک زہریلا تخم ہے، بدزبانی اور صلح کاری جمع نہیں ہو سکتے۔

(ضمیمہ چشمہ معرفت ص ۱۲ ملخصاً، روحانی خزائن ص ۳۸۴)

ہمیشہ انسان کے بدن میں سلسلہ تحلیل کا جاری ہے۔ یہاں تک کہ تحقیقات قدیمہ اور جدیدہ سے ثابت ہے کہ چند سال میں پہلا جسم تحلیل پا کر معدوم ہو جاتا ہے اور دوسرا بدن ما یتحلل ہو جاتا ہے۔

(جنگ مقدس ص ۱۰، روحانی خزائن ص ۹۲)

اور یہ عبارت تناسخ کا قائل ہونے کا واضح ثبوت ہے

☆

اس سے پہلے ایک صریح وحی الہی مولوی عبداللطیف کی نسبت ہوئی تھی۔ یہ وحی البدر ۱۶ جنوری کالم نمبر ۲ میں شائع ہو چکی ہے جو مولوی صاحب کے مارے جانے کے بارے میں ہے اور وہ یہ ہے قتل خیبتہ وزید هیبتہ

(تذکرۃ الشہادتین ص ۷۳ حاشیہ روحانی خزائن ص ۷۵)

☆

مرزا کی بدزبانی کے نمونے:

جو ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا سو سمجھا جائے گا کہ اسے ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں

(انوار الاسلام ص ۳۰)

ان بیوقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذات کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سؤروں کی طرح کر دیں گے

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۳۳۷)

اے بدذات فرقہ مولویان! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے؟ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ

خصلت کو چھوڑو گے؟ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس! کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۱)

☆

۷۔ تمہیں چاہیئے کہ آریوں کے رشیوں اور بزرگوں کی نسبت ہر گز سختی کے الفاظ استعمال نہ کرو تاکہ وہ بھی خدائے قدوس اور اس کے رسول پاک کو گالیاں نہ دیں

(نسیم دعوت ص۵)

آریوں کے پنڈت دیانند نے اس خدا ترس بزرگ (گورونانک) کی نسبت گستاخی کے کلمے ستیارتھ پرکاش میں لکھے ہیں۔ درحقیقت یہ شخص سیاہ دل، جاہل، حق نا شناس، ظالم پنڈت، نالائق یا وہ گو بدزبان، پرلے درجے کا متکبر، ریاکار، خود بین، نفسانی اغراض سے بھرا ہوا، خبیث مادہ، سخت کلام، خشک دماغ، موٹی سمجھ کا آدمی نااہل تھا۔

(ست بچن ص۸۔ ۹، روحانی خزائن ص ۱۲۰-۱۲۱)

☆

۸۔ قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ ہر گز قسم نہ کھا۔

(کشتی نوح ص۲۷، روحانی خزائن ص۲۹)

یعنی انجیل کے مطابق قسم کھانا منع ہے

(عبداللہ آتھم عیسائی کے متعلق لکھا)

یہ سب جھوٹے بہانے ہیں کہ قسم کھانا منع ہے

(تریاق القلوب ص۹۸، روحانی خزائن ص۳۶۲)

☆

۹۔ شاتان تذبحان و کل من علیھا فان۔ یہ الہام مرزا احمد بیگ اور سلطان بیگ پر منطبق کیا گیا۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۷، روحانی خزائن ص۳۴۱)

یہی الہام، مولوی عبداللطیف قادیانی اور مولوی عبدالرحمٰن قادیانی جنہیں بجرم ارتداد افغانستان میں سنگسار کیا گیا تھا، ان پر منطبق کر دیا گیا

(تذکرۃ الشہادتین ص۲۷ و مثلہ مجموعۂ اشتہارات ص۵۰۲، ج۳)

☆

۱۰- تحقیقات کی رو سے یہی صحیح تعداد مسلمانوں کی ہے یعنی نوے کروڑ مسلمانوں کی مردم شماری کی مردم شماری صحت کو پہنچی ہے
(تحفہ گولڑویہ ص۱۰۸، روحانی خزائن ص۲۰۰ سن تالیف ۱۹۰۲ء)

☆

۱۱- سو وہ جناب سید الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں جن کی امت کی تعداد انگریزوں نے سرسری مردم شماری میں بیس کروڑ لکھی تھی مگر جدید تحقیقات کی رو سے معلوم ہوا ہے کہ دراصل مسلمان روئے زمین پر چورانوے کروڑ ہیں (ست بچن ص۶۷ سن تالیف ۱۸۹۵ء)

☆

۱۲- کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ
(ترجمہ) تیری بخششوں نے ہمیں گستاخ کر دیا
(براہین احمدیہ ص۵۵۵، ۵۵۶ حاشیہ)

☆

کیا یہ خدا کے ہاتھ کا کام نہیں جس نے بیس کروڑ انسانوں کا محمدی درگاہ پر سر جھکا رکھا ہے
(پیغام صلح ص۳۳، سن تالیف ۱۹۰۸)

☆

اس زمانے میں چالیس کروڑ لا الہ الا اللہ کہنے والے موجود ہیں
(نور القرآن ص۱۰ حاشیہ ج اول)

☆

نادان ہے وہ شخص جس نے کہا کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ۔ کیونکہ خدا کے فضل انسان کو گستاخ نہیں بنایا کرتے بلکہ اور زیادہ شکر گزار اور فرما نبردار بناتے ہیں
(قول مرزا محمود، مندرجہ الفضل ۲۳ جنوری ۱۹۲۷)
کیسا عمدہ تضاد ہے باپ بیٹے میں)

☆

نتائج بحث

۱- آغا شورش کاشمیری مرحوم کا قول ہے کہ "آزاد نظم اور مرزا قادیانی کی نبوت دونوں میری سمجھ سے بالاتر ہیں"

قارئین کرام! آپ یہ رسالہ پڑھ لیں یا براہ راست مرزائی لٹریچر کا مطالعہ کریں آپ کو ہزار کوشش کے باوجود کچھ پلے نہ پڑے گا کہ مرزائیت کیا ہے؟

آگہی دام شنید جس قدر چاہے بچھائے
مدعا عنقا ہے اپنے عالم تقریر کا

۲- مرزا قادیانی کے تضادات، مرزائیت کے خلاف ایک مؤثر ہتھیار ہے۔ قادیانی حضرات، مرزا کا جو

دعویٰ بھی پیش کریں آپ اس کے برعکس دوسرا دعویٰ باسانی پیش کر سکتے ہیں۔ ردّ قادیانیت سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لئے ان شاء اللہ یہ ایک مفید تحفہ ثابت ہوگا۔

۳۔ مرزا قادیانی کی نفسیات کا مطالعہ اور اس کی شخصیت کا تجزیہ بہت ضروری ہے ابھی تک اس موضوع پر کوئی جامع کتاب سامنے نہیں آئی۔ احقر بھی اس موضوع پر لکھنے کے لئے کوشاں ہے لیکن اس موضوع کا حق کوئی ماہر نفسیات ہی ادا کر سکتا ہے۔ ان اہل علم کے لئے مرزا قادیانی کی شخصیت اور اس کے افکار و اعمال کا تجزیہ کرنے کے لئے یہ رسالہ رہنما خطوط مہیا کرے گا۔

۴۔ جیسا کہ رسالہ کی ابتداء میں عرض کیا گیا تھا کہ کسی نبی کے کلام میں اور وحیٔ الٰہی میں کسی قسم کا تضاد نہیں ہوتا اور جس کے کلام اور بقول خود وحی میں تضاد پایا جائے وہ نبی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے قادیانی حضرات سے دردمندانہ گزارش ہے کہ خدارا دنیا کی ہوس، اندھی عقیدت، شریعت سے بغاوت کو چھوڑتے ہوئے کھلے ذہن سے قادیانیت کا مطالعہ کریں۔ اور سابق مبلغ مرزائیت حضرت مولانا لال حسین اختر مرحوم اور دیگر خوش قسمت نو مسلموں کی طرح کفر کے اندھیروں سے نکل کر اسلام کی روشنی میں داخل ہو جائیں۔

وما علینا الاالبلاغ المبین.

ماخذ و مراجع

اسمائے کتب

علمائے اسلام کی کتابیں

۱ محمدی پاکٹ بک از مولانا محمد عبداللہ معمار

۲ مرزائیل از آغا شورش کاشمیری

۳ رئیس قادیان از مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری

کتب مرزا قادیانی

۴ آریہ دھرم

۵ چشمۂ مسیحی

۶ تحفۂ قیصریہ

۷ معیار المذاہب

۸ حمامۃ البشریٰ

۹ اتمام الحجۃ

۱۰ نشانِ آسمانی

۱۱ حقیقۃ المھدی

۱۲ شہادت القرآن

۱۳ نسیم دعوت

۱۴ پیغام صلح

۱۵ آسمانی فیصلہ

۱۶ حقیقۃ الوحی

۱۷ اعجاز احمدی

۱۸ ایام الصلح

۲۹ تجلیات الٰہیہ

۲۰ آئینہ کمالات اسلام

۲۱ نور الحق

۲۲ ست بچن
۲۳ کتاب البریہ
۲۴ ایک غلطی کا ازالہ
۲۵ تحفہ گولڑویہ
۲۶ چشمہ معرفت
۲۷ نزول المسیح
۲۸ لیکچر سیالکوٹ
۲۹ تریاق القلوب
۳۰ مواہب الرحمٰن
۳۱ نجم الھدی
۳۲ کشتی نوح
۳۳ نور القرآن
۳۴ انجام آتھم
۳۵ اربعین
۳۶ براہین احمدیہ ہر چہار حصہ
۳۷ براہین احمدیہ حصہ پنجم
۳۸ تذکرہ الشہادتین
۳۹ ازالہ اوہام
۴۰ کشف الغطا
۴۱ دافع البلاء
۴۲ سراج منیر
۴۳ انوار اسلام
۴۴ تجلیات الٰہیہ
۴۵ جنگ مقدس
۴۶ خطبہ الہامیہ
۴۷ سرمہ چشم آریہ
۴۸ الوصیت
۴۹ کرامات الصادقین
۵۰ اسلامی اصولوں کی فلاسفی
توضیح مرام
۵۱ متفرق قادیانی لٹریچر
۵۲ تذکرہ۔ (مجموعہ الہامات مرزا قادیانی)
۵۳ البشریٰ۔ (مجموعہ الہامات، مرزا قادیانی)
۵۴ درثمین اردو۔ مجمعہ اشعار مرزا قادیانی
۵۵ اسلامی قربانی از قاضی محمد یار قادیانی
۵۶ حقیقۃ النبوۃ از مرزا محمود ابن مرزا قادیانی
۵۷ احمدیہ پاکٹ بک از خادم حسین قادیانی
۵۸ سیرت المہدی از مرزا بشیر احمد ایم اے
ابن مرزا قادیانی
۵۹ ملفوظات مرزا غلام احمد قادیانی (۱۰ جلد)
۶۰ مباحثہ راولپنڈی
۶۱ روزنامہ الفضل متعدد شمارے
۶۲ مجموعہ اشتہارات ۳ جلد۔

(بقیہ از ص ۳۱)

حضرت کلیب رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے دادا نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا۔ حضور میں کس کس سے نیک سلوک کروں۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا۔ اپنی والدہ سے، اپنے باپ سے، اپنی بہن سے۔ پنے بھائی سے، اپنے آزاد غلام سے، یہ سب رشتے صلہ رحمی کے حقدار ہیں۔ (ادب المفرد)

شہاب الدین چوہان (تاج گڑھ ، رحیم یار خان)

جشنِ آزادی سے گولڈن جوبلی تک!

ہر سال کی طرح اس سال بھی سرکار اور عوام بلکہ خواص نے جشن آزادی یا جشن بربادی خوب جوش و خروش سے منایا۔ مختلف تقریبات کے بہانے سرکاری خزانے سے کروڑوں روپے لوٹے گئے

پی ٹی وی نے جشن آزادی کی تقریبات کا آغاز میوزک شو سے کیا۔ پورے ملک کے نامور میراثی اسلام آباد میں جمع ہوئے اور اسلام آباد کی سڑکوں پر خوب اچھلے کودے اور بھولی عوام کو بھی نچواتے رہے۔ جو لوگ اسلام آباد نہیں جاسکے وہ اپنے گھروں میں ٹی وی کے سامنے ناچتے رہے۔ اس طرح ہم نے آزادی کا انچاسواں سال ناچتے گاتے ختم کیا اور آدھا ملک گنوا دیا۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہم نے پاکستان کے "پاک" کو ختم کر دیا ہے اور اب صرف تان رہ گئی ہے اور یہ "تان" باقی آدھے ملک کو بھی لے ڈوبے گی۔

اس کے علاوہ بہت سی خفیہ تقریبات بھی منعقد ہوئیں جو عوام کو نظر نہ آسکیں کیونکہ خواص لوگوں نے ان تقریبات کو منعقد کیا اور انہی لوگوں نے شرکت کی۔ ان تقریبات میں کوٹھوں پر رہنے والیاں کوٹھیوں میں منتقل ہو گئیں اور ساری رات ناچتی گاتی رہیں۔ ان کی دیکھا دیکھی کوٹھیوں والیاں بھی ان کے ساتھ مل گئیں اور خوب آزادی منائی۔ ان محفلوں میں شراب کو پانی کی طرح بہایا گیا۔ وہ ملک جسے حاصل کرنے کی خاطر ہمارے بزرگوں نے اپنا خون پانی کی طرح بہایا۔ اب اسی ملک کی آزادی کے دن پر ملک کے بڑوں نے شراب کو پانی کی طرح بہایا۔

آج وہی بڑے لوگ اقتدار کی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں جو انگریز کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے۔ صرف چہرے بدلے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہ باہر سے گورے اور اندر سے کالے تھے۔ یہ باہر سے بھی کالے اور اندر سے بھی کالے ہیں۔

حصولِ پاکستان کا مقصد ایک آزاد اسلامی مملکت کا قیام تھا۔ بتایا گیا لیکن ان بڑے لوگوں نے اسے آزاد مملکت بنا دیا۔ جہاں ہر طرح کی آزادی ہے۔ دوسروں کے حقوق مارنے کی آزادی۔ بے حیائی پھیلانے کی آزادی۔ دوسروں کی عصمتوں کو لوٹنے کی آزادی۔ قومی خزانہ لوٹنے کی آزادی۔ قتل و غارت کی آزادی، دوسروں پر کیچڑ اچھالنے کی آزادی، غرضیکہ ہر طرح کی آزادی ہے۔

غریب کل بھی غریب تھا، آج بھی غریب ہے اور آنے والے کل کو بھی غریب ہی رہے گا کیونکہ غریب کے جسم سے یہ لوگ کپڑا اتار کر جھنڈا بناتے ہیں جس سے یہ اپنی گاڑیاں سجاتے ہیں۔ غریب کے بچے

(بقیہ ص ۵۴ پر دیکھیں)

○۔۔۔ سید ابومعاویہ ابوذر بخاری مجاہدینِ دفاعِ صحابہ کے سپہ سالار تھے

○۔۔۔ انہوں نے عظمتِ صحابہ کا پرچم آخر دم تک بلند رکھا

○۔۔۔ وہ مجلسِ احرار کی آبرو تھے، انکی یاد کبھی محو نہ ہو گی

○۔۔۔ جمہوریت اسلام کی ضد ہے جو ایک مشرک کے ذہنِ خبیث کا کرشمہ ہے

○۔۔۔ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی میں ناموں کے سوا کوئی فرق نہیں

لاہور میں "سید ابوذر بخاری سیمینار" سے سید عطاء المحسن بخاری، مولانا مجاہد الحسینی، قاضی محمد یونس انور، پروفیسر خالد شبیر احمد، چودھری ثناء اللہ بھٹہ، سید محمد کفیل بخاری، قاری محمد حوسف احرار اور سید محمد یونس بخاری کا خطاب

مجلس احرار اسلام لاہور کے زیر اہتمام ۲۴ اکتوبر کو جناح ہال لاہور میں جانشینِ امیر شریعت حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی یاد میں "ابوذر بخاری سیمینار" منعقد ہوا۔ شاہ جی قافلۂ احرار کے عظیم رہنما تھے۔ مجلس احرار کے احیاء اور بقاء کے لئے انہوں نے اپنی ساری زندگی کھپا دی۔ بے شک وہ اپنے عظیم والد کے عظیم جانشین تھے۔ آج انہیں ہم سے جدا ہوئے ایک سال بیت گیا ہے مگر ان کی یاد کبھی ہمارے دلوں سے محو نہ ہو گی۔

احرار کارکنوں اور شاہ جی سے محبت کرنے والوں کے قافلے سرِ شام جناح ہال پہنچ رہے تھے۔ نماز مغرب کے بعد ہال سامعین سے کھچا کھچ بھر گیا تھا۔ اچانک ابن امیر شریعت حضرت سید عطاء المحسن بخاری سامعین میں نمودار ہوئے اور ایک دل آویز مسکراہٹ کے ساتھ سٹیج پر مہمانِ خصوصی کی نشست پر جلوہ افروز ہو گئے۔ سیمینار کی صدارت مجلس احرارِ اسلام کے رہنما محترم چودھری ثناء اللہ بھٹہ کر رہے تھے۔ ان کے ساتھ والی نشستوں پر، پروفیسر خالد شبیر احمد، مولانا مجاہد الحسینی اور قاضی محمد یونس انور تشریف فرما تھے۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی رہنما اور آج کی نشست کے مہمانِ خصوصی ابنِ امیر شریعت حضرت سید عطاء المحسن بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ

مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ اس عہد میں دفاعِ صحابہ کے مورچہ پر جنگ لڑنے والے مجاہدوں کے سالار تھے۔ ان کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ یہی ہے کہ عظمت صحابہ کا پرچم انہوں نے آخر دم تک سربلند

رکھا۔ ان کی تحریک اور ان کا مشن کبھی ختم نہیں ہوگا۔ ابوذر کا قافلہ رواں رہے گا اور منزل پر پہنچ کر ہی دم لے گا۔

انہوں نے ملکی حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں ایک سازش کے تحت قوم کو اسلام سے دور کر کے بے دین اور بے غیرت معاشرہ تشکیل دیا جا رہا ہے۔ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی میں ناموں کے سوا کوئی فرق نہیں۔ دونوں جماعتیں سیکولرازم پر یقین رکھتی ہیں۔ علماء اور دینی قوتیں متحد نہ ہوئے تو پھر کسی بلا کو کے پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ پارلیمنٹ میں چند ایک کے سوا سب شرابی، زانی، چور اور بدمعاش لٹیرے ہیں۔ جمہوریت ایک کافرانہ نظام ریاست ہے جس کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔ انہوں نے کہا کہ ملک آج تاریخ کے بدترین دور سے گزر رہا ہے۔ علماء نہ جانے کس کے انتظار میں چُپ ہیں۔ بعض مولویوں کو ''وی آئی پی'' کی مہلک بیماری لگ گئی ہے جس نے معاشرہ میں علماء اور دینی تحریکوں کے وقار کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ قومی خزانے کو لوٹنے والے اراکین اسمبلی کے گھروں کے باہر اور ان کے ہاسٹلز میں کمروں کے باہر شراب کی خالی بوتلیں پڑی ہوتی ہیں۔ ہم اگر تبدیلی چاہتے ہیں تو ہمیں ان سب کے خلاف جنگ لڑنا ہو گی۔ انتخابات قومی مسائل کا حل نہیں۔ ہمیں جدید سیاسی نظاموں کو جوتے مار کر اسلامی انقلاب برپا کرنا ہو گا۔

مجلس احرارِ اسلام کی مرکزی شوریٰ کے رکن پروفیسر خالد شبیر احمد نے کہا کہ حکمرانوں نے ملک کی سیاست، معیشت اور معاشرت تباہ کر دی ہے۔ بے نظیر بھٹو کو شرم آئے یا نہ آئے ہمیں ان کے کردار پر بات کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایسا لگتا ہے جیسے سیاسی رہنماؤں کا مقصد ہی ملک کو تباہ کرنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سید ابوذر بخاری مرحوم پاکستان میں پہلے آدمی تھے جنھوں نے جمہوریت کو خلاف اسلام قرار دیا۔ اُس وقت ان کے مؤقف کا مذاق اڑانے والے دین دار آج بے دین سیاست کا شکار ہو کر اپنا وقار کھو چکے ہیں۔ انہوں نے کہا سید ابوذر بخاری مرحوم تحفظ دفاعِ صحابہ کی جنگ لڑنے والے واحد فرد تھے جو اپنی ذات میں ایک ادارہ اور ایک تحریک تھے۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ ''میں سیدنا معاویہ کو صحابہ کے تحفظ کا دروازہ سمجھتا ہوں اور میں اس دروازے سے کسی کو آگے نہیں جانے دوں گا۔ میں ان لوگوں کے خلاف جنگ لڑنا چاہتا ہوں جو صحابہ کرام کے متعلق اپنے دل میں میل رکھتے ہیں۔''

مسجد شہداء لاہور کے خطیب قاضی محمد یونس انور نے کہا کہ علماء کا دینی سیاست سے انحراف تاریخ کا بہت بڑا سانحہ ہے۔ یہ اسی کی سزا ہے کہ آج مسجدوں سے لاشیں اٹھ رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سید ابوذر بخاری مرحوم نے تیس برس قبل خبردار کیا تھا کہ اگر علماء نے اپنا سیاسی قبلہ درست نہ کیا تو مسجدیں قتل گاہیں بن جائیں گی اور آج یہی ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں ان کی شخصیت سے بہت متاثر ہوں۔ اس کی صرف ایک ہی وجہ ہے کہ وہ حق پرست عالمِ دین تھے۔ مولانا سید ابوذر بخاری مرحوم کے رفیق اور دوست

مولانا مجاہد الحسینی نے کہا کہ جب تک ملک میں معاشی مساوات نہیں آئے گی حالات تبدیل نہیں ہوں گے۔ نواز شریف اور بے نظیر دونوں علماء کے دشمن ہیں اور دینی قیادت کا راستہ روکنے پر متفق ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میری صحافتی تربیت اور علمی ذوق کی ترقی میں حضرت سید ابوذر بخاری مرحوم کا سب سے زیادہ حصہ ہے۔ وہی مجھے کھینچ کر اس میدان میں لائے۔ روزنامہ آزاد، روزنامہ نوائے پاکستان، سہ ماہی مستقل اور سہ روزہ مزدور میں ہم خوب لکھتے رہے اور حضرت ابوذر بخاری مرحوم میری حوصلہ افزائی کرتے رہے۔ انہوں نے کہا یہ حقیقت ہے کہ علمی لحاظ سے حضرت ابوذر بخاری اپنے عظیم والد حضرت امیر شریعت سے کہیں آگے تھے۔ جس کا اعتراف حضرت امیر شریعت نے بارہا کھلے عام کیا۔

ماہنامہ نقیب ختم نبوت ملتان کے مدیر اور نواسۂ امیر شریعت سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ مجلس احرار اسلام عقیدۂ ختم نبوت اور اسوۂ ازواج و اصحابِ رسول کی روشنی میں تمام دینی جماعتوں کو نفاذِ اسلام کی قدرِ مشترک پر اتحاد کی دعوت دیتی ہے۔ یہی سید ابوذر بخاری کا پیغام اور جدوجہد کا عنوان تھا۔ انہوں نے تمام مصلحتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے عقیدہ و ایمان کی جنگ لڑی اور مجلس احرار اسلام میں فکری اور نظریاتی کارکنوں کی ایک مضبوط کھیپ تیار کردی۔ سید محمد یونس بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سید ابوذر بخاری ایک عظیم مفکر، روشن دماغ، صاحبِ طرز ادیب، منفرد لہجے کے شاعر اور متبحر عالمِ دین تھے۔ انہیں قرآن و حدیث تاریخ و سیرت اور ادب پر زبردست عبور حاصل تھا۔ انہوں نے اپنی تقریر و تحریر سے اپنے حلقۂ اثر کی جو تربیت کی وہ ان کی شخصیت کا کمال تھا۔ قاری محمد یوسف احرار نے حضرت ابوذر بخاری کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ میں نے ان کے زیر تربیت رہ کر جو کچھ حاصل کیا وہ مجھے کہیں سے نہیں مل سکتا۔ یہ انہی کا فیض ہے کہ میں صحابہ کرام کا سچا چاہنے والا ہوں۔

سیمینار کے صدر محترم چودھری ثناء اللہ بھٹہ نے کہا کہ مولانا سید ابوذر بخاری مرحوم سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے صحیح جانشین تھے۔ وہ عظیم مفکر، دینی رہنما، حق پرست عالم دین اور مدبر اللسان تھے۔ انہوں نے مجلس احرار اسلام کی بقاء کے لئے اپنی زندگی کے قیمتی لمحات صرف کئے کارکنوں کی اخلاقی، فکری اور عملی تربیت کی۔ وہ مجلس احرار کی آبرو تھے۔

سیمینار میں ایک قرار داد کے ذریعے بستی شام دین حاصل پور کی مسجد میں ہونے والی دہشت گردی کی شدید مذمت کی گئی اور مبینہ دہشت گردوں کی گرفتاری کا مطالبہ کیا گیا۔ قرار داد میں کہا گیا کہ حکومت امن وامان قائم کرنے میں بری طرح ناکام ہو چکی ہے۔ اگر وہ حالات پُر امن نہیں کر سکتی تو اسے مستعفی ہو جانا چاہئیے۔

ایک اور قرارداد میں کہا گیا کہ تعلیمی اداروں کی نج کاری کی آڑ میں قادیانیوں اور عیسائیوں کو ادارے واپس کرنے کی گھناؤنی سازش ہو رہی ہے۔ جو دراصل ان اداروں میں قائم مساجد کا تقدس پامال کرنے کا پروگرام ہے۔ مجلس احرارِ اسلام اور تحریکِ تحفظ ختم نبوت ایسی تمام سازشوں کو ناکام بنا دے گی۔ حکومت

سے مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں کو تعلیمی ادارے واپس نہ کئے جائیں۔ قرارداد میں مجلس عمل اساتذہ پنجاب کے مطالبات کی بھی حمایت کی گئی۔

اگلے روز ۲۵/اکتوبر کو ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ نے مولانا قاضی محمد یونس انور صاحب کی دعوت پر مسجد شہداء میں اجتماعِ جمعہ سے اسلام اور جمہوریت کے موضوع پر خطاب کیا۔

آپ نے فرمایا کہ:

جمہوریت اسلام کی ضد ہے۔ ج لوگ اسے مشرف بہ اسلام کرنے کے سنگین جرم کا ارتکاب کر رہے ہیں وہ یا تو جاہل ہیں یا منافق۔ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں کہیں جمہوریت، جمہوری عمل یا جمہوری معاشرہ کی مثال نہیں ملتی۔ یہ جمہوریت ہی کا نتیجہ ہے کہ پاکستان میں حدود اللہ کو ظالمانہ سزائیں کہا گیا اور دینی عقائد و مسلمات اور شعائر اللہ کو متنازعہ بنا کر ان کی توہین کی گئی۔ اسلام اپنا راستہ خود بناتا ہے، کفریہ نظاموں کا محتاج نہیں ۔ اسلام اور جمہوریت میں بنیادی فرق یہ ہے کہ اسلام دین الٰہی ہے جو وحی کے ذریعہ خاتم النبیین والمعصومین محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل کیا گیا۔ اور جمہوریت ایک مشرک انسان کے ذہنِ خبیث کا کرشمہ ہے جس میں بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے۔ شاہ جی نے دینی جماعتوں کے سربراہوں سے اپیل کی کہ وہ اب اس گناہِ کبیرہ سے توبہ کرلیں اور نفاذِ اسلام کی جدوجہد صحابہ کے اسوہ کے مطابق کریں۔

(بقیہ از ص ۴۸)

ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایک مخصوص لابی کے افراد مختلف روپ دھار کر اسلام کے فکری اور نظریاتی محاذ پر رکیک حملے کر کے کنفیوژن پیدا کر رہے ہیں۔ ان حالات میں طبقہ واریت کا زہر گھولنے کی بجائے اسلام کے اعتقادی محاذ پر کام کی ضرورت پہلے سے بھی بڑھ گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام ہمارا نظریہ ہی نہیں بلکہ دین اور عقیدہ ہے۔ نظریہ ٹوٹ جائے تو اس سے اسلام پر کوئی اثر نہیں پڑتا مگر عقیدہ ٹوٹ جائے تو کفر لازم آجائے گا۔ اور آدمی اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ بالغ لڑکی کے نکاح کے لئے ولی کی اجازت اور لڑکی کی رضامندی دونوں اپنی اپنی جگہ اہمیت کی حامل ہیں۔ لیکن آجکل ایک سازش کے تحت اسلام کے خاندانی سسٹم کو تباہ کرنے کی صیہونی سازش کی جارہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی اقدار کا تحفظ ہماری اولین ترجیح ہے۔ حضرت پیر جی مدظلہ نے تقریباً ڈھائی گھنٹے خطاب فرمایا۔ اس اجتماع سے محترم مولانا عبدالمنان عثمانی اور محترم قاری غلام محمود انور نے بھی خطاب کیا اور مجلس احرارِ اسلام سے مکمل تعاون کا اظہار فرمایا۔ اوکاڑہ کے دینی حلقوں میں حضرت پیر جی مدظلہ کے درسِ قرآن اور مجلسِ احرار اسلام کے قیام کو سراہا گیا۔ احباب نے اجتماع کی کامیابی پر احرار دوستوں کو مبارکباد دی۔ اور تقاضا کیا کہ درسِ قرآن کریم کا یہ سلسلہ ہر ماہ باقاعدہ ہونا چاہیے۔ مجلسِ احرار اسلام اوکاڑہ کے صدر محترم شیخ نسیم الصباح نے کہا کہ ہم کوشش کر رہے ہیں ان شاء اللہ یہ سلسلہ درسِ قرآن جاری رہے گا۔

ابن الحافظ (حاصل پور)

مدرسہ احرار اسلام بستی شام دین میں فائرنگ

قاری محمد طاہر شہید ہوگئے

مساجد و مدارس میں نمازیوں کا قتل نیو ورلڈ آرڈر کا حصہ ہے

قائم پور میں احتجاجی جلسہ سے سید عطاء المؤمن بخاری اور دیگر مقررین کا خطاب

۲۲/اکتوبر کو مدرسہ احرار اسلام (بستی شام دین، حاصل پور) کی مسجد میں نماز فجر کے بعد دعاء کے دوران موٹر سائیکل سوار شر پسندوں اور دہشت گردوں نے نمازیوں پر فائرنگ کردی۔ جس کے نتیجہ میں مسجد کے امام و مدرس مولانا قاری محمد طاہر شہید ہوگئے اور ایک طالب علم زخمی ہوگیا۔ اس مدرسہ کے مہتمم جناب حافظ ہارون الرشید ہیں۔ وہ گزشتہ چند برسوں سے نہایت خلوص اور محبت کے ساتھ مسلمان بچوں اور بچیوں کو قرآن کریم کی تعلیم دے رہے تھے۔ ان کی محنت سے علاقہ کے لوگوں کو بے انتہا نفع پہنچ رہا تھا۔ شہید قاری محمد طاہر چھ ماہ پہلے مدرسہ میں تعینات ہوئے۔ وہ بالکل نوجوان تھے۔ نیک سیرت اور خوش اخلاق تھے۔ ان کی مظلومانہ شہادت سے پورے علاقہ کے لوگوں میں زبردست اشتعال پیدا ہوگیا۔ بعد نماز عصر قاری محمد طاہر شہید کی نماز جنازہ اداء کی گئی۔ نماز جنازہ ابن امیر شریعت سید عطاء المؤمن بخاری نے پڑھائی۔ مجلس احرار اسلام کے رہنماؤں مولانا محمد اسحٰق سلیمی، جناب ابو سفیان تائب، حافظ محمد کفایت اللہ اور احرار کارکنوں کے علاوہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد شہید کے جنازہ میں شریک تھی۔ شاہ صاحب نے اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے مسلمانوں کو حوصلہ اور صبر و استقامت کی تلقین کی۔ آپ نے فرمایا کہ شہید کا خون رائیگاں نہیں جائیگا۔ اللہ تعالیٰ یقیناً ظالموں کو سزا دے گا۔

۲۳/اکتوبر کو جامع مسجد مدرسہ دارالقرآن عزیزیہ (قائم پور) میں ایک بڑا احتجاجی جلسہ منعقد ہوا، جس میں ابن امیر شریعت سید عطاء المؤمن بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، حاجی محمد اشرف تائب، حافظ کفایت اللہ اور دیگر رہنماؤں نے خطاب کیا۔

محترم سید عطاء المؤمن بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ خونِ ناحق کبھی رائیگاں نہیں جاتا۔ اگر مساجد و مدارس میں علماء اور عام نمازیوں کی قتل و غارت پر حکمران قابو پانے میں بے بس ہیں تو اقتدار کی جان چھوڑ دیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں بے گناہ مسلمانوں کے قتل عام کا تسلسل دراصل کفار و مشرکین کی

(بقیہ ص ۵۵ پر دیکھیں)

تمام کفریہ نظاموں کا ٹاٹ الٹ کر اسلامی انقلاب برپا کر دیں

طبقہ واریت کا زہر گھولنے کی بجائے اسلام کے اعتقادی محاذ پر کام کی ضرورت ہے

دینی جماعتیں پاکستان میں امریکی مداخلت کا راستہ روکنے کے لئے منظم ہوں

مجلس احرار اسلام عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور اسوۂ صحابہ کے تحفظ کے لئے پر امن جدوجہد کر رہی ہے

اوکاڑہ میں مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام درسِ قرآن کریم کے اجتماع سے حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ اور سید کفیل بخاری کا خطاب

اوکاڑہ شروع سے دینی تحریکوں کا مرکز رہا ہے۔ قیامِ پاکستان سے قبل اور بعد یہاں مجلس احرار اسلام ایک مضبوط سیاسی جماعت کے طور پر متحرک رہی۔ مرحوم بشیر احمد رضوانی، مولوی اللہ بخش صاحب مرحوم اور ان کے خاندان کے افراد احرار کے روح رواں تھے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریکِ تحفظ ختم نبوت میں اوکاڑہ کے شہریوں نے لازوال کردار اداء کیا اور احرار ہی کی قیادت میں تحریک کو کامیابی سے جاری رکھا۔ ۱۹۵۱ء میں کمپنی باغ اوکاڑہ میں صوبائی احرار کانفرنس منعقد ہوئی تھی۔ جس میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، شیخ حسام الدین، ماسٹر تاج الدین انصاری، قاضی احسان احمد شجاعبادی اور مولانا محمد علی جالندھری رحمہم اللہ تشریف لائے تھے۔ اور اپنے خطبات سے اوکاڑہ کے شہریوں کے دل گرمائے تھے۔ پھر گاہے بگاہے اکابر احرار یہاں آتے رہے، فرزندانِ امیر شریعت میں سے حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ اور مولانا سید عطاء المحسن بخاری متعدد مرتبہ یہاں تشریف لائے اور اپنے خطبات سے سامعین کے قلوب کو منور کیا۔

۹/ اکتوبر ۱۹۹۶ء کو ایک طویل عرصہ بعد جامع مسجد عثمانیہ گول بازار میں مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام درسِ قرآنِ کریم کے عنوان سے ایک اجتماع منعقد ہوا۔ اس اجتماع کے دو رواں مجلس احرار اسلام اوکاڑہ کے صدر محترم شیخ نسیم الصباح تھے جو ایک عرصہ سے یہاں احرار کو متحرک کرنے کے لئے کوشاں تھے۔

چنانچہ ۱۹ اکتوبر کو ابنِ امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ، نواسۂ امیر شریعت سید محمد کفیل بخاری اور جناب عبداللطیف خالد چیمہ خیبر میل کے ذریعہ یہاں پہنچے تو اسٹیشن پر مجلس احرار اسلام اوکاڑہ کے نوجوان اپنے رہنماؤں کے استقبال کے لئے بڑی تعداد میں موجود تھے۔ مقامی علماء میں سے مولانا غلام محمود انور بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ مولانا غلام محمود انور نہایت بھلے انسان ہیں۔ احرار کے اس اجتماع کے انعقاد میں انہوں نے جس سرگرمی سے تعاون فرمایا وہ صرف ان کی محبت اور اخلاص ہے۔

پروگرام کے مطابق بعد نماز عشاء جامع مسجد عثمانیہ میں درسِ قرآن کریم کا آغاز ہوا، محترم مولانا عبد المنان عثمانی کرسیٔ صدارت پر فروکش تھے۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض محترم قاری غلام محمود انور نے انجام دیئے تلاوت کلام مجید اور نعت کے بعد مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما جناب عبداللطیف خالد چیمہ نے اپنے مختصر ترین خطاب میں مجلس احرار اسلام کا تعارف کراتے ہوئے جماعت کے اغراض و مقاصد اور موجودہ حالات میں اس کی پالیسی پر اظہار خیال کیا۔ آپ نے کہا کہ احرار آپ کی اپنی جماعت ہے۔ آپ ہمارے ساتھ تعاون کر کے عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ، استیصالِ مرزائیت اور محاسبۂ رافضیت کے محاذوں پر ہمارے ہم قدم بنیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے موجودہ حالات ہر محبِ وطن شہری کے لئے تشویش اور فکر کا باعث ہیں۔ امریکی اور مغربی لابیوں کی پاکستان کے مذہبی، سیاسی اور اقتصادی معاملات میں مداخلت خطرناک حد تک بڑھ گئی ہے۔ پاکستان کی دینی جماعتیں لادین سیاسی قوتوں کا آلہ کار بننے کی بجائے نفاذِ اسلام کی قدرِ مشترک پر متحد ہو کر لادینیت اور غیر ملکی مداخلت کے آگے بند باندھیں۔

ماہنامہ نقیبِ ختم نبوت کے مدیر اور نواسۂ امیر شریعت سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ اوکاڑہ کے کچھ نوجوانوں کو احرار سے محبت ہو گئی ہے۔ میں ان کے اخلاص اور جذبۂ دینی کو سلام کرتا ہوں اور انہیں خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام توحید و ختم نبوت اور اسوۂ صحابہ کی روشنی میں امت کے اجماعی عقائد کے تحفظ کے لئے پُرامن جدوجہد کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اب یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ جمہوریت کے ذریعہ دنیا کے کسی بھی خطے میں اسلام نافذ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ غیر فطری اور مشرکانہ نظامِ ریاست ہے۔ اس لئے جو علماء جمہوریت کے ذریعہ نفاذِ اسلام کے ناکام تجربوں میں اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں انہیں صرف اور صرف اسلام کے لئے جدوجہد کا راستہ اپنانا چاہیئے۔

آخر میں مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی رہنما اور جامع مسجد احرار، ربوہ کے منتظم و خطیب حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے خطاب فرمایا۔ آپ نے کہا کہ اسلام محض عبادات کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک مکمل نظام حیات ہے اور ہم بحثیت مسلمان اس بات کے پابند ہیں کہ انسانوں کے بنائے ہوئے کفریہ نظاموں کا ٹاٹ لپیٹ کر صرف اور صرف اسلام کے نفاذ کے لئے عملی جدوجہد کریں۔ انہوں نے کہا کہ لادین جمہوریت کے ذریعہ اسلام کی بات کرنے والے رہنما قوم کو دھوکہ دیکر دراصل اپنے مفادات کی جنگ لڑ رہے

(بقیہ ص ۴۵ پر دیکھیں)

آئینہ ایسا دوں کہ تماشا کہیں جسے

اوکاڑہ میں گزشتہ دنوں یہ ہینڈ بل (دستی پرچہ) عوام میں تقسیم کیا گیا ہم اسے قارئین کی ضیافتِ طبع کے لئے بلا معاوضہ اور بلا تبصرہ شائع کر رہے ہیں۔

نیکی اور بھلائی کے کاموں میں تعاون کرو۔ (القرآن)

راؤ سکندر اقبال کی کوشش سے اور محترمہ بے نظیر بھٹو کی اجازت سے

- اوکاڑا کو سوئی گیس ملی
- اوکاڑا کو جناح پبلک پارک ملا
- اوکاڑا کو بے نظیر روڈ ملا
- اوکاڑا کو ریلوے انڈر پاس ملا
- اوکاڑا کو نیا ریلوے پھاٹک ملا
- اوکاڑا کو بے نظیر ڈگری کالج برائے خواتین ملا
- اوکاڑا کو بھٹو شہید ڈسٹرکٹ ہسپتال ملا

ان سات عظیم اور نیک کاموں کی تکمیل کیلئے اور اوکاڑا شہر کی ترقی اور خوبصورتی کیلئے

ہم جناب محترم **راؤ سکندر اقبال صاحب** کو اپنے مکمل تعاون کا یقین دلاتے ہیں اور انکی مکمل حمایت کا برملا اعلان کرتے ہیں۔

منجانب: مولانا عبدالرؤف چشتی سرپرست جمعیت علمائے اسلام ضلع اوکاڑا

کاروانِ احرار منزل بہ منزل

- تعلیمی ادارے قادیانیوں کو واپس کرنے کے فیصلے پر عمل در آمد نہیں ہونے دیں گے

- حکمران قادیانیوں تحفظات فراہم کر کے ملتِ اسلامیہ سے غداری کے مرتکب ہو رہے ہیں

- قادیانیوں کو تعلیمی اداروں کی واپسی سے یہ ادارے کفر ارتداد کی تبلیغ کے مراکز بن جائیں گے

یومِ احتجاج پر حضرت مولانا خواجہ خان محمد، سید عطاء المحسن بخاری اور دیگر علماء کا خطاب

کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی اپیل پر ربوہ کے تعلیمی ادارے قادیانیوں کو دینے اور حکومت کی قادیانیت نواز پالیسیوں کے خلاف یکم نومبر ۱۹۹۶ء کو پورے ملک میں یومِ احتجاج منایا گیا۔ مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے سربراہ مولانا خواجہ خان محمد نے ایک بیان میں اعلان کیا ہے کہ اگر ہمارے پر امن احتجاج کو "در خور اعتناء نہ سمجھا گیا تو کل جماعتی مجلس عمل ملک کی تمام دینی قوتوں کو اعتماد میں لیکر ۱۹۵۳ کی سطح پر ملک گیر "تحریک تحفظ ختم نبوت" کا آغاز کرے گی۔ انہوں نے کہا کہ ملک کے طول و عرض میں ہم نے احتجاج کیا ہے اور حکمرانوں کو ہوش کے ناخن لینے چاہیں۔ یومِ احتجاج موقع پر مساجد میں قرار دادیں منظور کی گئیں اور ہر جگہ نماز جمعۃ المبارک کے اجتماعات میں علماء کرام اور دینی جماعتوں کے رہنماؤں نے کہا کہ یہ فیصلہ عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف عالمی صیہونی طاقتوں کی مداخلت قبول کرنے کا شاخسانہ ہے جسے اسلامیان پاکستان کبھی قبول نہیں کریں گے۔ مجلس احرار اسلام کے رہنما سید عطاء المحسن بخاری نے مدرسہ معمورہ دار بنی ہاشم ملتان میں نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیوں کے تعلیمی اداروں

کی ڈی نیشنلائزیشن کے خلاف آج ہم مساجد کی چار دیواری میں پر امن صدائے احتجاج بلند کر رہے ہیں اگر حکومت نے دین، ملک اور تعلیم دشمنی پر مبنی یہ فیصلہ واپس نہ لیا تو پھر ہم سڑکوں پر آئیں گے اور راست اقدام سے بھی گریز نہیں کیا جائیگا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے ۱۹۷۶ میں بھٹو کے دور میں ربوہ کے ناکے توڑے اور وہاں ڈیرہ بسایا۔ مسلمانوں کی پہلی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جو آج مسجد احرار کے نام سے موجود ہے۔ پھر ۱۹۸۴ء میں مرزا طاہر فرار ہو کر لندن بھاگ گیا لیکن آج بھٹو کی بیٹی ربوہ میں مرزائیوں کے تسلط کا خواب دیکھ رہی ہے جو کبھی پورا نہ ہوسکے گا۔

مجلسِ احرار اسلام کے رہنما مولانا محمد اسحٰق سلیمی نے مدرسۃ العلوم الاسلامیہ گڑھا موڑ میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ربوہ کے تعلیمی اداروں میں بننے والی مسجدوں، لائبریریوں، مسلم اساتذہ و طلباء اور قومی خزانے سے کروڑوں روپے سے بننے والی عمارتوں کے خلاف سازش ہرگز کامیاب نہ ہوگی۔ جامع مسجد ختم نبوت ملتان میں تمام دینی جماعتوں کا مشترکہ اجتماع منعقد ہوا۔ جس میں مجلس احرار اسلام کے رہنما سید محمد کفیل بخاری، جماعت اسلامی کے ملک وزیر غازی، مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ، جمعیت علماء اسلام کے سید بدرالدین شاہ اور ڈاکٹر محمد عارف، مجلس ختم نبوت کے حافظ محمد عثمان اور دیگر مقررین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جن اداروں پر قومی خزانے سے کروڑوں روپے خرچ ہوئے ۲۴ سال بعد ان کو اقلیتوں کے حوالے کرنا کسی گہری سازش کا حصہ ہے۔ اگر ایسا ہوا تو یہ ادارے مسلمانوں کے عقیدے کی قتل گاہیں بن جائیں گے۔ سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ ہم قادیانیوں کو تعلیمی ادارے واپس کرنے کے فیصلے پر عملدرآمد نہیں ہونے دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ حکمران قادیانیوں اور عیسائیوں کو تحفظات فراہم کرکے ملت اسلامیہ سے غداری کے مرتکب ہورہے ہیں۔

لاہور میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی جنرل سیکرٹری جناب محمد خان لغاری، چوہدری ظفر اقبال ایڈووکیٹ، مولانا احمد معاویہ، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، ساہیوال میں سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، مولانا عبدالستار، قاری منظور احمد طاہر، قاری عبدالجبار، عبدالمتین چوہدری ایڈووکیٹ، مولانا عبدالرشید راشد، چیچہ وطنی میں مولانا محمد ارشاد، مولانا منظور احمد، قاری عبدالرحمن، مولانا نذیر احمد، قاری محمد قاسم، قاری زاہد اقبال، ربوہ میں ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاءالمہیمن بخاری، مولانا محمد مغیرہ، سلانوالی میں مجلس احرار اسلام کے رہنما سید خالد مسعود گیلانی، سیانچوں میں مولانا اللہ بخش فانی اور اس طرح ملک بھر میں تمام علماء کرام اور خطیبوں نے اپنے اپنے خطبات جمعہ میں مطالبہ کیا کہ حکومت ہمارے پرامن احتجاج کو ہی کافی سمجھے اور قادیانیوں کو تعلیمی ادارے دینے کا نوٹیفیکیشن بلاتاخیر واپس لے۔ علاوہ ازیں کراچی، اسلام آباد، راولپنڈی، گوجرانوالہ سکھر، بورے والا، عارف والا، قصور، جہلم، کمالیہ، حاصل پور، بہاولپور اور کئی دیگر مقامات پر بھی یوم احتجاج منایا گیا۔

دعاء صحت

مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما مولانا محمد اسحق سلیمی (گڑھا موڑ) ہمارے بہت ہی مہربان اور رفیقِ فکر محترم قاری ظہور الرحیم (لیاقت پور) اور مولانا مشتاق احمد (چنیوٹ) ان دنوں علیل ہیں۔ جماعتی احباب اور جملہ قارئین سے درخواست ہے کہ ان حضرات کی صحت یابی کے لئے دعاء فرمائیں۔ اراکینِ ادارہ بھی ان کے لئے دعاء گو ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو شفاء کاملہ عطاء فرمائے آمین! (ادارہ)

رحیم

مسافرانِ عدم

ادارہ

انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت قاضی محمد اسلم سیف رحمہ اللہ:

جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن کے مہتمم اور جمعیت اہل حدیث کے رہنما حضرت قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوری یکم جمادی الثانی ۱۴۱۷ھ مطابق ۱۵ اکتوبر ۱۹۹۶ بروز منگل انتقال کر گئے

مرحوم انتہائی ملنسار، مخلص اور جذبۂ ایثار سے سرشار انسان تھے۔ ان کا وطن فیروز پور (بھارت) تھا اور تقسیم ہند سے قبل مجلس احرار اسلام میں شامل ہو گئے تھے۔ علماء اہل حدیث میں حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ چونکہ مجلس احرار اسلام کے بانیوں میں سے تھے اس لئے اہل حدیث حضرات کی ایک بڑی تعداد مجلس احرار میں شامل رہی۔ مرحوم قاضی صاحب بھی انہی متأثرین اور باقیات احرار میں سے تھے۔ وہ ماموں کانجن ضلع فیصل آباد میں "جامعہ تعلیم الاسلام" کے نام سے ایک بڑا دینی مرکز چلا رہے تھے۔ یہ مدرسہ حضرت صوفی محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے قائم کیا تھا۔ مدرسہ کا حُسنِ انتظام اور تعلیمی معیار حضرت قاضی صاحب مرحوم کے وجود کا ہی کرشمہ تھا۔ وہ جب بھی ملتان تشریف لائے ہمیں ضرور شرف ملاقات بخشا۔ نسبتِ احرار کی لاج رکھی اور ہمیں اپنی محبتوں سے نوازتے رہے۔ گزشتہ سال راقم کی درخواست پر مسجد احرار ربوہ میں سالانہ سیرت کانفرنس کے موقع پر تشریف لائے۔ احرار کارکنوں کو سرخ قمیضوں میں ملبوس دیکھ کر ان کا چہرہ دمک اٹھا۔ وہ فرمارہے تھے "آج مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے اور ماضی کی یاد تازہ ہو گئی ہے۔ احرار کارکنوں نے ظہر کی نماز آپ ہی کی اقتداء میں ادا کی۔ گزشتہ سال ماموں کانجن میں سالانہ اہل حدیث کانفرنس منعقد کی تو ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المؤمن بخاری کو خصوصی دعوت دی اور ان کے خطاب کے دوران سٹیج پر فروکش رہے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کا دورہ کرایا اور مستقبل کے منصوبوں سے آگاہ کیا۔ ان کے زیر ادارت ایک معیاری علمی جریدہ ماہنامہ تعلیم الاسلام بھی شائع ہو رہا تھا۔ یوں ہر ماہ ان کی تحریر پڑھنے کو مل جاتی۔ اور وہ بیک وقت علمی اور صحافتی میدان میں دادِ شجاعت دیتے رہے۔ ملتان میں قاضی صاحب کے میزبان برادرم عزیز سند ھو نے ابھی کل ہی مجھے ان کی علالت کی خبر دی اور آج انتقال کی خبر سے دل ہلا دیا۔ ان کے اچانک انتقال سے بہت دھچکا لگا۔ وہ بہت ہی شفیق اور محبت کرنے والے آدمی تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، درجات بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے (آمین)

مولوی محمد عبداللہ صاحب مراد پوری مرحوم:

رحیم یار خان سے ہمارے کرم فرما محترم قاری شبیر احمد فاروقی کے والد محترم مولوی محمد عبداللہ

صاحب مراد پوری ۲۱ ستمبر بروز ہفتہ مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے وہ عارضہ قلب میں مبتلا تھے۔ مرحوم انتہائی نیک سیرت، مخلص اور سچے عاشق رسول تھے اور "من سلم المسلمون" کی تصویر تھے۔

صوفی محمد اسحق صاحب کو صدمہ:

مجلسِ احرار اسلام (بستی مولویاں رحیم یار خان) کے رکن اور ہمارے دیرینہ مہربان جناب صوفی محمد اسحق چوہان کی بچی صاحبہ ۱۳/اکتوبر کو انتقال کر گئیں۔

مولوی اللہ بخش مجاہد کو صدمہ:

رحیم یارخان سے ہی قدیم احرار کارکن محترم مولوی اللہ بخش مجاہد کے چچا زاد ۱۷/اکتوبر کو رحلت کر گئے۔

مولوی محمد نواز صاحب مرحوم:

تاج گڑھ (رحیم یارخان) سے ہمارے مہربان محترم مولوی محمد نواز صاحب گزشتہ دنوں رحلت کر گئے

مولانا غلام قادر احرار رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت امیرِ شریعت کے قدیم ارادت مند اور میاں عبدالغفار احرار نکیانہ سیال کے والد ماجد مولانا غلام قادر احرار ۱۸/اکتوبر ۸۳ سال کی عمر میں مختصر علالت کے بعد رحلت کر گئے۔ مرحوم نہایت دین دار اور مخلص انسان تھے۔ اور محلہ اللہ آباد جھنگ میں مقیم تھے۔

جناب غلام علی صاحب اور جناب محمد حسین صاحب کو صدمہ:

مجلسِ احرار اسلام رام گلی لاہور کے کارکن محترم غلام علی صاحب کی بیٹی اور جناب محمد حسین صاحب کی بھتیجی ۲۷/اکتوبر کو انتقال کر گئیں۔ مرحومہ گزشتہ آٹھ برس سے گردوں کی خرابی کے مرض میں مبتلا تھیں انتقال کے وقت ان کی عمر ۲۴ سال تھی۔

محترم چودھری محمد ارشاد صاحب کو صدمہ:

بہاولپور سے ہمارے بہت ہی کرم فرما مہربان جناب چودھری محمد ارشاد صاحب اور چودھری محمد خالد صاحب کے والد ماجد ۱۵۔اکتوبر کو انتقال کر گئے۔ ان کی عمر تقریباً ۸۵ برس تھی۔ مرحوم نہایت دین دار اور خلیق انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے (آمین)

محمد یوسف شاد کو صدمہ:

ماہنامہ نقیب ختم نبوت کے سرکولیشن منیجر محمد یوسف شاد کی پھوپھی صاحبہ ۱۷/اکتوبر، جمعرات کو رحلت کر گئیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے (آمین)

جناب محمد منصور الزمان صدیقی کی اہلیہ کا انتقال:

صدیقی ٹرسٹ کراچی کے چیئرمین جناب محمد منصور الزمان صدیقی کی اہلیہ ۱۷، ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۹۶ء کی درمیانی شب جمعۃ المبارک، نمازِ عشاء کی ادائیگی کرتے ہوئے خالقِ حقیقی سے جاملیں۔ نماز جنازہ میں تقریباً ایک لاکھ افراد نے شرکت کی۔

محترم اللہ دتہ نشتر رحمہ اللہ:

سرائے سدھو (ضلع خانیوال) میں علماء حق اور اہل سنت کے قدیم معاون، اور ممتاز شاعر جناب اللہ دتہ نشتر دوماہ قبل انتقال فرماگئے۔ مرحوم ماضی کے اسلاف کی نشانی تھے۔ تحریکِ تحفظ ختم نبوت ہو یا تحریکِ مدح صحابہ وہ ہر دینی تحریک میں ایک مؤثر آواز تھے۔ سرائیکی، پنجابی، اردو میں شاعری کرتے۔ ان کی نعتیں اور نظمیں جلسوں کو گرما دیتیں۔ ان کے اشعار زبان زدِ عوام ہیں۔ انہیں حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ اور ان کے قافلۂ احرار سے بے پناہ محبت تھی۔ وہ علماء حق کے قدر دان تھے اور ان کا بے پناہ احترام کرتے تھے۔ خانوادۂ امیر شریعت سے ان کا تعلق نہایت مخلصانہ تھا جو انہوں نے آخری دم تک قائم رکھا۔ جب کبھی ملتان تشریف لاتے تو جانشین امیر شریعت حضرت سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ سے ضرور ملتے۔ دار بنی ہاشم میں حضرت سید عطاء المحسن بخاری کو حالِ دل سنانے آتے۔ سرائے سدھو میں کوئی دینی اجتماع منعقد کرتے تو شاہ صاحب کو ضرور دعوت دیتے۔ نشتر صاحب مرحوم کا تعزیتی جلسہ منعقد ہوا تو ان کے فرزندوں نے حضرت سید عطاء المحسن بخاری کو بھی مدعو کیا اور اپنے والد مرحوم کی محبت و اخلاص کے رشتہ کو قائم رکھا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزاءِ خیر عطاء فرمائے اور اس تعلق کو دائم رکھنے کی توفیق عطاء فرمائے (آمین) اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ لواحقین و پسماندگان کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے (آمین) اراکین ادارہ نشتر صاحب، مرحوم کے فرزندان محمد اختر زاہد اور محمد حمزہ طاہر سے اظہار تعزیت کرتے ہیں۔

ماسٹر محمد اشرف کا سانحۂ ارتحال:

ماسٹر محمد اشرف ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام (گوجرانوالہ) مختصر علالت کے بعد ۱۶/ اکتوبر ۱۹۹۶ بروز بدھ حرکت قلب بند ہوجانے سے انتقال کرگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم صوم صلوٰۃ کے پابند، نیک دل اور بہادر انسان تھے۔ یوں تو بچپن ہی سے مجلس احرار اسلام سے تعلق رکھتے تھے۔ انکے دونوں بڑے بھائی مولوی فضل الٰہی اور مرحوم [illegible] الٰہی بلکہ پورا گھرانہ مجلس احرار اسلام کا گرویدہ تھا۔ وہ ہوشیار پور (انڈیا) میں ہی مجلس احرار اسلام سے وابستہ ہوچکے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد گوجرانوالہ میں رہائش پذیر ہوئے اور آخری سانس تک مجلس احرار اسلام [illegible] کو آگے بڑھانے میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا۔ حضرت امیرِ شریعت کی اپیل پر ۱۹۵۱ء میں دفاع پاکستان کے لئے سالار شہر میر محمد رفیق مرحوم کی قیادت میں "مجاھد فورس" میں

شامل ہو کر ملک کے دفاع کے لئے دن رات کام کر کے شاندار روایت قائم کی اور تمغہ حاصل کیا۔ ۱۹۵۳ء اور ۷۴ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا۔ ان کی نماز جنازہ میں شرکت کے لئے لاہور سے چودھری ثناء اللہ بھٹہ، حاجی برکت علی کے فرزند محمد منیر، گوجرانوالہ کے تمام احباب اور احرار کارکن خصوصاً چودھری محمد انور، بشیر احمد بوہڑ، محمد عمر فاروق، مرزا عبدالغنی، حکیم عبدالجبار، عبدالرشید، شیخ عبدالمجید، مولانا محمود الرشید (خلف مولانا سید طلحہ قدوسی مرحوم) اور جڑ محلہ کے اکثر احرار کارکن شریک ہوئے بعد نماز ظہر پیپلز کالونی کے قبرستان میں نماز جنازہ ہوئی اور نہایت غم واندوہ کے ساتھ مرحوم کو سپرد خاک کیا گیا۔

محمد سلیم بٹ امرتسری مرحوم:

مجلس احرار اسلام گوجرانوالہ کے نہایت سرگرم اور پرجوش کارکن محمد سلیم بٹ امرتسری (سلمہ ستارہ والے) گزشتہ دنوں انتقال کر گئے۔ مرحوم نے تحریک تحفظ ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا تھا۔وہ ایک انتھک اور مخلص کارکن تھے۔

حافظ کفایت اللہ صاحب کو صدمہ: مجلس احرارِ اسلام حاصل پور کے راہنما حافظ محمد کفایت اللہ صاحب کے ماموں جناب محمد امیر صاحب ۴۔ اکتوبر کو حاصل پور کی نواحی بستی شہلی غربی میں انتقال کر گئے۔

اراکین ادارہ مرحومین کے تمام لواحقین سے اظہار تعزیت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ لواحقین کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے (آمین)

قارئین سے درخواست ہے کہ دعاء مغفرت کا خاص اہتمام فرمائیں (ادارہ)

(بقیہ از ص ۴۶)

سازش ہے۔ ایسے واقعات کے نتیجہ میں لوگوں کو خوفزدہ کر کے ملک میں افراتفری اور لاقانونیت پیدا کرنا مقصود ہے۔ مساجد و مدارس میں نمازیوں اور عام مسلمانوں کے قتل کے واقعات امریکی نیو ورلڈ آرڈ کے تحت پیپلز پارٹی کی حکومت کا "خصوصی تحفہ" ہے اس کا مقصد عوام کو مذہب اور مذہبی اداروں سے متنفر کرنا ہے۔ اور یہ کفار و مشرکین کی طویل دوراندیشی کی خطرناک سازش ہے۔

انہوں نے کہا کہ اگر اس سے قبل پیش آنے والے حادثات کے ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچایا جاتا تو یہ سانحہ ہر گز پیش نہ آتا۔ حکومت کہہ رہی ہے کہ ہم نے دہشت گردی پر قابو پالیا ہے۔ مگر عوام دہشت گردی کی زد میں ہیں۔ قتل و غارت کا شکار ہیں۔ عدم تحفظ کے احساس میں شدت سے مبتلا ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت دہشت گردی کو روکے، دہشت گردوں کو عبرتناک انجام تک پہنچائے ورنہ اللہ کا عذاب قریب ہے۔

راج ہے بے نظیر

شیطاں ناچ رہا ہے
انساں کانپ رہا ہے
مجھ کو ایسے لگتا ہے، یہ جگ بیت گیا ہے
کلجگ میرے چاروں جانب، تاریکی کے سائے ہیں
اس بستی کے رہنے والے جور و جفا کے جائے ہیں
یہ کذب و دغا کے پالے ہیں
تہذیبِ نبی سے بیگانے ہیں، کفر کے یہ متوالے ہیں
ان کے دل میں صدر کلنٹن، یا پھر بُش اور لالے ہیں
تیز زبانیں، چہرے روشن، دل کے کھوٹے کالے ہیں
بستی والو تم نے ان سے کیسی آس لگا رکھی ہے
ان کی دیوی، اگنی دیوی...... جس نے آگ لگا رکھی ہے
اس نے چاروں اُور کی دھرتی
راون نام چڑھا رکھی ہے
اس کی آشا پاپ سندرتا
اس کا آدرش ہے کلبیر
ہر پاؤں میں ڈنڈا بیڑی
ہاتھوں میں زنجیر
قرباں تیرے راج پاٹ کے
راج ہے بے نظیر

سید عطاء المحسن بخاری

سید کاشف گیلانی

ملاقات

صدر فاروق لغاری اور بے نظیر زرداری کی جنرل جہانگیر کرامت سے ملاقات سے متاثر ہو کر

کوئی بے عقل کیا سمجھے گا یہ باتیں کرامت کی
یقیناً رنگ لائیں گی ملاقاتیں کرامت کی

بھلا اس میں ہے کیا خوبی اگر دن تیرے روشن ہیں
کوئی دن میں چمکنے والی ہیں راتیں کرامت کی

اگر اللہ نے چاہا سیاست بھول جاؤ گے
پڑیں گی پیٹھ پر دو چار جب لاتیں کرامت کی

نشے میں کرسیوں کے کرسیوں والے نہ اترائیں
نہ ٹھکرائیں رعونت سے یہ خیراتیں کرامت کی

نہیں اللہ کا کچھ خوف انہیں ڈر ہے کرامت کا
وظیفے اور تسبیحیں ہیں سوغاتیں کرامت کی

تمہارا اسکی زد سے بھی نکل جانا نہیں ممکن
نہیں بھولا ہے بھارت اب تلک گھاتیں کرامت کی

وہ ارض ہند پر بے باک اور سچے سپاہی کی
تمہیں کچھ یاد ہیں گولوں کی برساتیں کرامت کی

کسی کا اس قدر بھی امتحاں کاشف نہیں اچھا
تم اس کے صبر کو سمجھو نہیں ماتیں کرامت کی

عطیہ خواجہ غریب شاہ — **اصلی ہڈی جوڑ گولی** — رجسٹرڈ 675

انسان کی ہڈی ٹوٹ جائے تو گولی کے تین حصے کر کے روزانہ نہار منہ مکھن کے ساتھ کھائیں اور پانچ دن تک نمک سے پرہیز کریں۔ اور اگر کسی جانور کی ہڈی ٹوٹ جائے تو اسے یہی گولی مکمل جوار، مکئی یا جو کے آٹے میں کھلائیں نمک، گندم اور چنے کے آٹے سے پرہیز کرائیں۔ نیز ہمارے ہاں بواسیر اور ہر قسم کے درد کی گولیاں بھی دستیاب ہیں۔ نوٹ:۔ مدرسہ کے لئے تعاون کی اپیل کی جاتی ہے

پتہ: صاحبزادہ قاری محمد طیب میانہ (اولاد سلطان عبدالحکیم)
مسجد حاجی بشیر احمد محلہ سلطانیہ عبدالحکیم، تحصیل کبیر والا، ضلع خانیوال

سید کاشف گیلانی

بلاعنوان

ذرا سی بات پہ یہ برہمی ارے توبہ
ابھی تو دل میں ہے ناگفتنی ارے توبہ

قسم خدا کی فریب نظر ہے زہد اس کا
کروں گا دجل کی میں پیروی ارے توبہ

زمانہ جان چکا ہے حقیقتیں اس کی
سنے گا کون تری بانسری ارے توبہ

ترا کلام ہے ماضی کے خلق سے عاری
کہاں گئی تری شائستگی ارے توبہ

ترے دماغ میں سودا سما گیا اس کا
ترے مزاج کی آشفتگی ارے توبہ

جو بک گیا ہو خریدار میں نہیں اس کا
یہ اس کی تجھ پہ ہے جادو گری ارے توبہ

تمہیں غلامیٔ اہلِ ہوس مبارک ہو
نہ کرسکوں گا میں یہ چاکری ارے توبہ

خدا گواہ وہ خود کھو چکا ہے دین اپنا
وہ سوچتا ہے تری بہتری ارے توبہ

کبھی یہ ہم نے نہ سوچا تھا مال و زر کے عوض
وہ ہار جائے گا یوں زندگی ارے توبہ

اسے کچھ اپنے سلف کا بھی احترام نہیں
کہے گا کون اسے مولوی ارے توبہ

وہ تشنہ کام جو اوروں کے در پہ بیٹھا ہو
بجھائے گا وہ تری تشنگی ارے توبہ

تمہیں قبول ہے عورت کی حکمرانی بھی
ہمیں قبول نہیں کجروی ارے توبہ

وہ آدمی ہے تو کیوں عورتوں کے پیچھے ہے
نہ میں کہوں گا اسے آدمی ارے توبہ

یہ میرا فرض ہے میں آئینہ دکھاؤں تمہیں
میں کر رہا ہوں کوئی شاعری ارے توبہ

لگے ہیں داغ جو دامن پہ کیسے اتریں گے
کوئی تو چاہیے چارہ گری ارے توبہ

نہ اپنے دل کے پھپھولوں کو پھوڑیوں کاشف
بڑھے گی ان سے تری دشمنی ارے توبہ

سید محمد یونس بخاری

بیادِ سید ابوذر بخاری

حلقۂ یاراں غریب ہے

بادِ خزاں کے شور کو سمجھا نہ تُو نہ میں
برقِ تپاں کے زور کو سمجھا نہ تُو نہ میں
اے دوست اضطرابِ مسلسل کے باوجود
اس نا رسیدہ دور کو سمجھا نہ تُو نہ میں
دشتِ وفا میں دھوپ کی شدت عجیب ہے
اس بار رنج و غم کی جراحت عجیب ہے
وحشت سی ہو رہی ہے دلِ شعلہ کار کو
بوذر کا ہجر آگ لگائے بہار کو
الجھا ہوا ہوں ظلمتِ زندانِ یاد میں
کیونکر ملے قرار دلِ بے قرار کو
لاؤں کہاں سے حسن کے نقش و نگار وہ
اب تو نہیں ملے گا شجر سایہ دار وہ
وہ میرے گھر میں نور کا ہالہ تھا دوستو
عرفان و آگہی کا ہمالہ تھا دوستو
علم و عمل کا مہرِ جہانتاب بالیقیں
صحنِ چمن کا خوش نظر لالہ تھا دوستو
میرے لئے تھا مژدۂ تسکینِ قلب و جاں
اس کا وجود باعثِ تزئینِ گلستاں
ہو کر حضورِ عشقِ رسالت میں بار یاب
اصحابِ مصطفےٰ کی محبت سے فیضیاب
بے رنگیٔ حیات کی تلخی کے باوجود
تشنہ لبی کے کرب سے نکلا وہ کامیاب
موتی پرو پرو کے گریباں کے تار میں
میں ڈھونڈتا ہوں اسکو دلِ بے قرار میں
اے حسنِ تابدار بتا دے کہاں ہے تو؟
اے شخصِ کا مگار بتادے کہاں ہے تُو؟
اے تیغِ تیز دھار بتادے کہاں ہے تو؟
اے میرے غمگسار بتادے کہاں ہے تُو؟
لیکن یہ میری آرزو بھی غم نصیب
تیرے بغیر حلقۂ یاراں غریب ہے

(۲۴/اکتوبر ۱۹۹۶ء لاہور، یومِ وصال حضرت سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ)

مولانا مجاہد الحسینی

(خاص برائے نقیب)

یارب! لوگ بہت دکھیارے

کیسا دیس ہمارا جس میں ہم سب ہیں آباد
چند گھرانے شاداں اس میں اکثر ہیں ناشاد!

آؤ مل کر کھوج لگائیں بات کو سمجھیں ٹھیک
اس دھرتی کے حاکم مانگیں در در کیوں ہے بھیک؟

لاکھوں، اربوں قومی دولت کھا گئے جو رکھوالے
وہی تو روپ بدل کر پھر آجاتے ہیں ذھن والے

چور کا ڈاکو نگراں ہو تو لوٹ رکے گی کیسے؟
خربوزے کے کھیت میں گیدڑ چوکیدار ہو جیسے

تم کہتے تھے کریں گے نافذ اسلامی دستور!
آج فرنگی دور سے بد تر حالت میں مجبور

دین کے دعویدار ہی جب اسلام کے ہوں بیوپاری
کیوں نہ عورت حاکم بن کر مردوں پر ہو بھاری

صحافت کا اک دور تھا جب کہ علم و ہنر معیار
آج زنانہ تصویروں سے رنگیں ہیں اخبار

علم کی صورت قلم تھے جب تک میداں میں لہراتے
لوگ کفن بردوش ہمکتے دار و رسن تک آتے

ساری قوم ہی اپنے رب کی جب ہونا فرمان
اپنے کئے کی بھگتے کیوں نہ ہر پہلو ہر آن

آج صغیر کبیر دعائیں مانگ رہے ہیں سارے
امن و سکون عطا ہو یا ربّ ! لوگ بہت دکھیارے

تعلیمی اداروں کی نج کاری اور قادیانیت

حکومت پنجاب کی طرف سے تعلیمی اداروں کی نج کاری کی آڑ میں جس مقام پر بھی نیشنلائزڈ سکول، کالج (یا کوئی تعلیمی ادارہ) قادیانیوں کو دیا جارہا ہو اس کے جملہ کوائف، رقبہ، عمارت، مسلمان اور قادیانی اساتذہ و طلباء اور سٹاف کی تعداد نیز جس ادارے میں مسجد موجود ہو اسکی وضاحت سمیت تمام تر مصدقہ و مستند معلومات جلد از جلد درج ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں۔

عبداللطیف خالد چیمہ

دفتر مجلسِ احرار اسلام، جامع مسجد چیچاوطنی ضلع ساہیوال فون: 0445-611657

به موقع وفات باعثِ صدحسرات جانشین امیرِشریعت

حضرت مولاناسید ابو معاویه ابوذر بخاری نور الله مرقده

منگل،۲۸ جمادی الاولی ۱۴۱۶ھ مطابق ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۵ء

آج گہنا گیا آفتابِ ھدیٰ اور ظلمت بڑھی الحفیظ الاماں — نورِ تحقیق کا اک اجالا گیا بڑھ گئیں ظلمتیں اور تاریکیاں

جانشینِ امیرِ شریعت گیا | رہبر و رہنمائے طریقت گیا
واقف و آشنائے حقیقت گیا | آج غائب ہوا معرفت کا نشاں

مرد میدان تھا قائد احرار تھا | پرچم دینِ حق کا علمدار تھا
جادۂ مصطفیٰ کا وہ رہوار تھا | بابِ ختمِ نبوت کا تھا پاسباں

مدحِ اصحابِ مدنی کا چرچا کیا | دشمنانِ صحابہؓ کو رسوا کیا
سرپٹختی پھری روحِ ابن سبا | ضربِ کاری رہا ان کا ہر اک بیاں

اس کے افعال و اقوال صادق رہے | اس کی ہٹ پر شریعت کے فاسق رہے
اس کی رَو سے الرجک منافق رہے | پیکرِ صدق اخلاص کا ترجماں

اردو لونڈی کنیزک رہی فارسی | ملتانی زباں پانی بھرتی رہی
گو پنجابی تھی ان کی زباں مادری | پر عریبک میں بھی تھے فصیح اللساں

مدحِ میرِ معاویہ کرتا رہا | جنگِ دفاعِ صحابہ وہ لڑتا رہا
ہر قدم، ہر نفس آگے بڑھتا رہا | رفض کے راستہ میں تھا کوہِ گراں

زندگی ان کی تھی عظمتوں کا سفر | نوکِ جوتی پہ رکھا رعونت کا سر
حامل زھد و تقویٰ رہا عمر بھر | مثلِ بوذر بخاری ملے اب کہاں

گلشنِ حیدرہ کا گلِ تر گیا | وارث فقر بوذرؓ ابوذر گیا
ہاں خطابت بخاری کا شہ پر گیا | پہنچیں سدرہ خطابت کی جولانیاں

زیر گرد عجم حسنِ تاریخ تھا | دستِ تحقیق بوذر رہا جھاڑتا
حسنِ تاریخ نکھرا تو ظاہر ہوا | کتنے اشخاص کی عظمتیں تھیں نہاں

بار ہا ظالموں سے وہ ٹکرا گیا | سنتِ موسوی کو وہ دہرا گیا
وقت کے جابروں پہ وہ یوں چھا گیا | جیسے تنکے کو گھیرے ہو موجِ رواں

علمی خدمات عملی کمالات کو | لاؤں تحریر میں ان کی کس بات کو
مختصر کر ضیاء اب مقالات کو | تو کہاں اور شاہ جی کی مدحت کہاں

سید امین گیلانی

سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ

بخاری کا بوٹا ابوذر بخاری برنگِ ابوذرؓ کٹی عمر ساری
وہی سادگی تھی وہی بے نیازی وہی حق شناسی وہی حق شعاری
وہی دینِ حق کے لئے گرم جوشی وہی سرفروشی، وہی جاں سپاری
نظر میں رہے ہیچ سب میر و سلطاں رہا وہ خدا ہی کے در کا بھکاری
وہ عالم وہ فاضل وہ دیں کا مبلغ وہ قرآں کا حافظ وہ قرآں کا قاری
وہ اسلام کا تھا بہادر سپاہی لگاتا رہا کفر پر ضربِ کاری
نبی کی شفاعت سے وہ بہرہ ور ہو کرے اس پہ فضل و کرم ربِّ باری
طبیعت تھی اس کی بڑی صاف واضح عدو سے عداوت تھی یاروں سے یاری
امیں دشمنوں کے لئے تھا وہ آتش
اور اپنوں میں تھا مثلِ بادِ بہاری

سید سلمان گیلانی

بیاد جانشین امیرِ شریعت (سید عطاء المنعم)

تیرا لہجہ، تری آواز عطاء المنعم تھی دلوں پر اثر انداز عطاءالمنعم
تُو تھا اسلام کا شہباز عطاء المنعم عرش تک تھی تِری پرواز عطاء المنعم
حضرتِ میرِ شریعت کا تھا تُو خلفِ رشید اللہ اللہ یہ اعزاز عطاء المنعم
دین و مذہب کا اگر فخر کہیں ہم تجھ کو قوم وملت کا تھا تُو ناز عطاء المنعم
کون جاہل ہے جو اس بات کی تردید کرے تُو تھا اِک عالم ممتاز عطاء المنعم
ہر سخن فہم یہ کہتا ہے کہ اب شاید ہی تجھ سا پیدا ہو سخن ساز عطاء المنعم
اور کھلتا تھا ترے نطق پہ جاری ہو کر رب کے قرآن کا اعجاز عطاء المنعم
دل شکستہ ہیں تری موت پہ والد میرے ان کا تھا ہمدم و ہمراز عطاء المنعم

سوز سے پُر نظر آتے ہیں جو سلمان کے شعر
تیرے ہی غم کے ہیں غمّاز، عطاء المنعم

(۲۴ اکتوبر ۱۹۹۶)

وفاق المدارس الاحرار پاکستان کے تحت قائم دینی ادارے

مجلس احرار اسلام، دینی انقلاب کی داعی جماعت ہے۔ یہ انقلاب دینی مزاج اور دینی ماحول پیدا کئے بغیر ممکن نہیں۔ موجودہ کافرانہ نظام ریاست جمہوریت اور کافرانہ تہذیب و ثقافت کے خلاف نئی نسل کی ذہن سازی اور تربیت کے لئے مدارس میں ایسا ماحول پیدا کیا جانا ازحد ضروری ہے جو دینی انقلاب کی منزل قریب تر کر دے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے مجلس احرار اسلام کے شعبۂ تبلیغ کے زیر اہتمام وفاق المدارس الاحرار پاکستان کے تحت درج ذیل مدارس تعلیم و تدریس میں مصروف ہیں۔

۱	مدرسہ ختم نبوت	مسجد احرار	ربوہ ضلع جھنگ فون: 211523 "(04524)
۲	بخاری پبلک سکول	"	ربوہ ضلع جھنگ فون: " " "
۳	مدرسہ معمورہ	جامع مسجد ختم نبوت	دار بنی ہاشم، ملتان فون: 511961 (061)
۴	مدرسہ معمورہ	مسجد نور	تغلق روڈ، ملتان
۵	مدرسہ معمورہ	مسجد اسامہ	فاروق پورہ، پرانا شجاع آباد روڈ ملتان
۶	مدرسہ محمودیہ	مسجد المعمور	ناگڑیاں، ضلع گجرات
۷	دارالعلوم ختم نبوت	جامع مسجد چیچہ وطنی	فون: 611657 (0445)
۸	احرار ختم نبوت مرکز	مسجد عثمانیہ	ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی فون: 610955 (0445)
۹	مدرسہ ختم نبوت	مسجد ختم نبوت	شہزاد کالونی صادق آباد
۱۰	مدرسہ ختم نبوت	مسجد ختم نبوت	نواں چوک، گڑھا موڑ ضلع وہاڑی
۱۱	مدرسۃ العلوم الاسلامیہ	جامع مسجد	گڑھا موڑ (وہاڑی) فون: 690013 (0693)
۱۲	مدرسہ ابوبکر صدیق	جامع مسجد ابوبکر صدیق	تلہ گنگ (چکوال)
۱۳	بستان عائشہ (برائے طالبات)		دار بنی ہاشم، ملتان فون: 511356 (061)
۱۴	مدرسۃ البنات (برائے طالبات)		گڑھا موڑ فون: " " "
۱۵	سادات اکیڈمی (برائے طلباء)		دار بنی ہاشم ملتان فون: 511961 (061)
۱۶	مدرسہ احرار اسلام		بستی شام دین (قائم پور)
۱۷	مدرسہ احرار اسلام رحیمیہ		بستی گودڑی (حاصل پور)
۱۸	مدرسہ احرار اسلام		مسجد سیدنا علی المرتضیٰ، چکڑالہ، ضلع میانوالی
۱۹	مدرسہ معاویہ	مسجد معاویہ	جھنگ روڈ، ٹوبہ ٹیک سنگھ
۲۰	مدرسہ معمورہ		بستی مہر پور ضلع مظفر گڑھ

11 ادارے اپنے اخراجات خود برداشت کرتے ہیں جبکہ **9** اداروں کا کفیل وفاق ہے جن میں بامشاہرہ تعلیم و تدریس اور دیگر امور سرانجام دینے والے افراد کی کل تعداد **30** ہے۔ ان کے اخراجات کا سالانہ تخمینہ **15** لاکھ روپے ہے۔ مستقبل کے تعلیمی، تنظیمی، اور تعمیری منصوبوں کی تکمیل پر تقریباً تیس لاکھ روپے خرچ ہوں گے۔ تعاون آپ کریں، دعا اور کام ہم کریں گے، اجر اللہ پاک دیں گے

ترسیل زر کے لئے

بذریعہ منی آرڈر
سید عطاء المحسن بخاری
دار بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان

بذریعہ بینک ڈرافٹ / چیک
اکاؤنٹ نمبر 29932،
حبیب بینک حسین آگاہی ملتان

مطبوعات طیب اکیڈمی

بیرون بوہڑ گیٹ ملتان فون: ۴۰۵۰۱

"تحفتہ النساء" از حضرات مولانا محمد کمال الدین صاحب (انڈیا) اسلام میں خواتین کی شرعی حیثیت، نکاح کے آداب، پردہ کی ضرورت اور نصیحت آموز حکایات سے بھرپور دلچسپ کتاب، جہیز اور تحائف کے لئے ایک خوبصورت تحفہ خوبصورت مجلد اعلیٰ جدید کمپیوٹرائزڈ کتابت قیمت =/۱۲۶ روپے۔ **"اسلام اور نکاح"** از:۔ مفتی نسیم احمد صاحب مدظلہ معین مفتی دارالعلوم دیوبند اسلام اور دیگر مذاہب کا تقابلی موازنہ، اسلامی نکاح کے فوائد و مقاصد، غیر اسلامی رسموں کے مفاسد، تعدد ازدواج، پردہ و دیگر اہم عنوانات پر مستند کتاب۔ سفید کاغذ۔ بکس بورڈ پر لیمینیشن کے ساتھ قیمت =/۴۲ روپے۔ **"اخلاص نیت یعنی روح تصوف"** از:۔ مولانا محمد حنیف صاحب (انڈیا) روح تصوف پر لاجواب کتاب رنگین لیمینیشن کور قیمت -/۲۱ روپے۔ **"آداب مباشرت"** حصہ اول:۔ میاں بیوی کے جنسی تعلقات کا اسلامی طریقہ۔ حصہ دوم:۔ ضعف باہ کا ہومیوپیتھک اور یونانی اصولی علاج اور مردانہ جنسی مسائل کا حل از ڈاکٹر آفتاب احمد شاہ (انڈیا) خوبصورت مجلد قیمت -/۴۵ روپے۔ **"اطباء کے حیرت انگیز کارنامے"** از حکیم عبدالناصر فاروقی۔ عجیب و غریب تشخیص کے واقعات۔ ہر طبیب کا مختصر تعارف۔ اطباء کی دین داری کے عجیب واقعات۔ یونانی دواؤں کا اعجاز اس کتاب کی دلچسپی کا یہ عالم ہے کہ شروع کرنے کے بعد ختم کئے بغیر چین نہیں آتا قیمت خوبصورت مجلد -/۸۱ روپے۔ **"حل المشکلات"** از مولانا رحم الٰہی صاحب عامل چشتی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (انڈیا) عملیات کی مستند کتاب، ماہر علماء کی خاص نگرانی میں تصحیح شدہ جدید ایڈیشن، اسمائے حسنیٰ کے برکات و فضائل مجلد کارڈ قیمت: =/۱۸ روپے۔ **"مئے سخن"** از:۔ مولانا عبدالواسع عتیقی شعروں کی بہترین ڈکشنری۔ خوبصورت جلد اعلیٰ کاغذ قیمت مجلد: -/۲۲۵ روپے

منشی عبدالرحمان خان مرحوم کی چند شاہکار تصنیفات

خدا کہاں ہے؟	قیمت -/۴۸	اسلام کا معاشرتی نظام	قیمت -/۵۴	مقام شہادت اور قیام قیامت	قیمت -/۵۴
اسلام کا نظام تعلیم	قیمت =/۴۵	اسلام کا نظام عدل و انصاف	قیمت =/۵۴	عہد نبوی کی برکات،	قیمت =/۴۸
اسلام اور انسان	قیمت -/۵۴	اسلام اور مغربی تحریکات	قیمت -/۵۴	مذہب اور سائنس	قیمت -/۵۴
اسلام اور انقلاب	قیمت -/۴۸	اسلام کے بنیادی ستون	قیمت -/۵۴	تعلق باللہ کے ثمرات	قیمت -/۱۳۵
اسلام کیسے پھیلا؟	قیمت -/۴۸	پندرہویں صدی ہجری کے تقاضے	قیمت -/۵۴	علامہ اقبال کی کردار کشی	قیمت =/۶۰

* "زبان خلق" (قیمت مجلد =/۶۰ روپے) * "مضطرب صدائیں" (معاشرتی فتنوں کا تحقیقی و معلوماتی مرقع) قیمت =/۶۰ * "نئے فتنے" لسانی تفرقہ، شیطانی کالونی، فتنہ انگیز قوم، بلاجواز مطالبہ، سرخ سرطان، نشریاتی بم، دور جدید، فتنہ انکار حدیث، صلیبی مورچے، جمہوری نظام، جنسی آزادی، مغربی تہذیب، قادیانی دجل، فرقہ واریت، اسرائیلی بربریت، تحریفی حربہ، علاقائی عصبیت اس جیسے عنوانات پر مشتمل (قیمت -/۱۵۰ روپے) * "افسر شاہی" حکمرانی، من مانی، رشوت ستانی، خود غرضی، اندھیر گردی، ستم رانی، بدعنوانی، اس جیسے عنوانات پر مشتمل (قیمت =/۱۸۰ روپے) * "پاکستان کی قیمت ۱۹۴۷ء میں" جو ۱۹۴۷ء میں ہندوؤں اور سکھوں نے معرکہ آتش و شمشیر کے ذریعہ وصول کی۔ (قیمت =/۱۲۰ روپے) * "بہار رفتہ (مصور)" جس میں آئینہ ملتان کا دوسرا رخ مرقع تقریبات یادگار علمی، ادبی، سماجی رفاہی اور صنعتی تقریبات کی کہانی۔ مجلد ریگزین۔ (قیمت =/۳۰۰ روپے)

مولانا سید محمد اسعد مدنی مدظلہ دارِ بنی ہاشم میں

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کے جانشین اور جمیعت علماء ہند کے امیر مولانا سید محمد اسعد مدنی مدظلہ ۲۴ جمادی الاوّل ۱۴۱۷ھ مطابق ۸۔ اکتوبر ۱۹۹۶ء بروز منگل کراچی سے ملتان پہنچے۔ اپنے مختصر قیام کے دوران آپ نے ملتان کے مختلف دینی مدارس کا دورہ کیا اور علماء و طلبا سے خطاب بھی کیا۔

۸۔ اکتوبر کو ۱۱ بجے صبح آپ مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم میں بھی تشریف لائے، مختلف دینی مدارس کے اساتذہ اور دینی جماعتوں کے رہنما آپ کے ہمراہ تھے۔ ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المھیمن بخاری، سید محمد کفیل بخاری، مدرسہ معمورہ کے اساتذہ اور طلباء نے آپ کا استقبال کیا۔ مولانا مدظلہ کچھ دیر یہاں ٹھہرے۔ حضرت پیر جی نے مدرسہ و مسجد کے بارے میں انہیں معلومات بہم پہنچائیں اور مجلس احرارِ اسلام کی ردّ قادیانیت کے سلسلہ میں کارکردگی سے آگاہ کیا۔ مولانا اسعد مدنی مدظلہ نے مدرسہ کی ترقی اور خیر و برکت کے لئے دعاء فرمائی۔

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان کا

تاریخ ساز

امیرِ شریعت نمبر

(حصہ دوئم)

- اردو زبان کے سب سے بڑے خطیب کے سوانح و افکار
- ایک تاریخ • ایک دستاویز • ایک داستان • خاندانی حالات
- سیرت کے مجلا اوراق • خطابتی معرکے • سیاسی تذکرے • بزم سے لیکر رزم
منبر و محراب سے لیکر دار و رسن تک

نصف صدی کے ہنگاموں، جہادی معرکوں، تہذیبی محاربوں، مذہبی سازشوں اور علمی محاذ آرائیوں کی فضا میں ایک آواز ھدایت جو بصیرت، حریت اور بغاوت کا سرچشمہ تھی۔

- خوبصورت سہ رنگا سرورق 576 صفحات
- قیمت 300 روپے

مستقل سالانہ خریداروں کے لئے خاص رعایت

صرف 200 روپے پیشگی منی آرڈر بھیج کر نمبر حاصل کریں۔

ترسیلِ زر کے لئے: سید محمد کفیل بخاری

مدیر مسؤل، ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت، دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان۔ فون: ۵۱۱۹۶۱